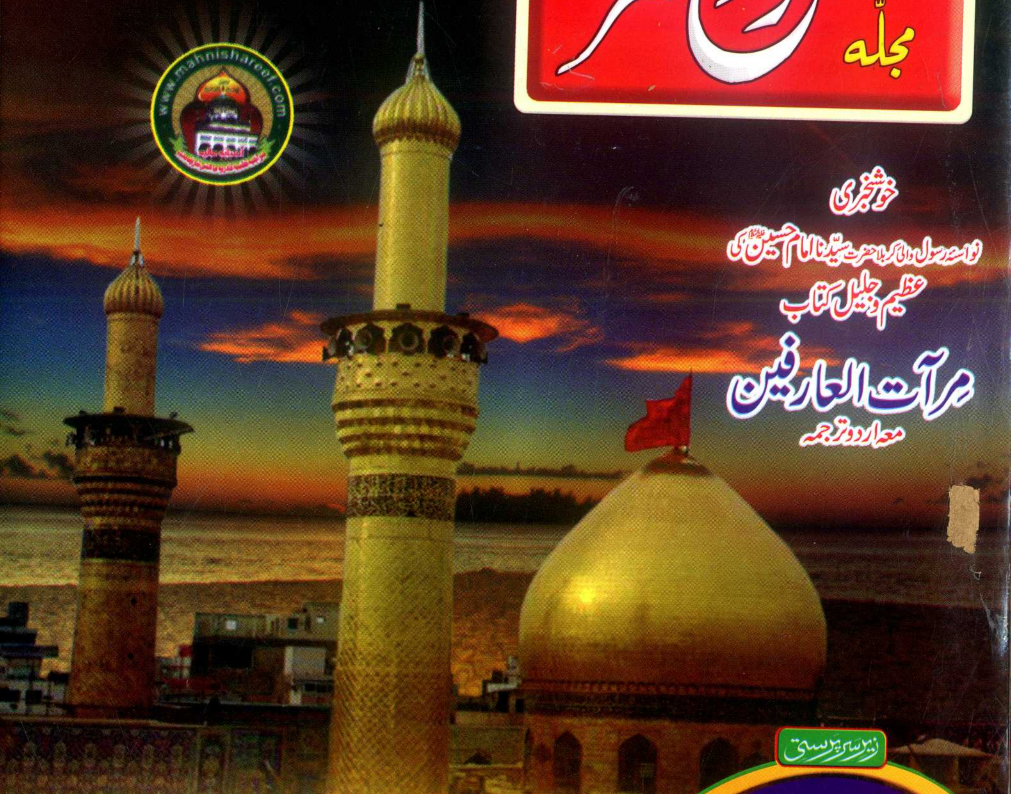
وَجَعَلَ فِیْھَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا

خانقاہِ ماہنی شریف سے انوارِ غوثیہ اور افکارِ قطبیہ کا ترجمان

سہ ماہی مجلّہ

طلوعِ قمر

سیّد الشہداء حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نمبر



خوشخبری

نواسۂ رسول والیٔ کربلا حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی

عظیم و جلیل کتاب

مرآت العارفین

معہ اردو ترجمہ

زیرِ سرپرستی

حضرت صاحبزادہ علامہ محمد سلیمان قمر قادری

چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرسول قادری

آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف......جھنگ

بفیضانِ نظر

تاجدارِ کشورِ معرفت سراج السالکین

حضرت سائیں خواجہ

محمد سراج الدین قادری

رحمۃ اللہ علیہ

پیر سیال لجپال لجپال

بظلِ عاطفت

برہان الواصلین، کشتۂ عشقِ رسول

حضرت سائیں

خواجہ محمد قمر الدین قادری

رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت صاحبزادہ

علامہ محمد سلیمان قمر قادری

مدظلہ العالی

سہ ماہی 4

مجلہ طلوعِ قمر

مدیرِ اعلیٰ

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر

پیرزادہ طارق محمود نجمی القادری

مدیرِ منتظم مولانا محمد سعید جامی

مجلسِ تحریر

- ★ صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین قادری جلوآنوی
- ★ صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر عطاء المصطفیٰ رضوی
- ★ صاحبزادہ پیر محمد شمس الضحیٰ قادری
- ★ صاحبزادہ حافظ محمد احمد قادری پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر
- ★ صاحبزادہ علامہ مفتی خادم حسین قریشی الہاشمی
- ★ علامہ محمد فاروق قادری

مجلسِ ادارت

- سید محمد کبیر حسین شاہ بخاری قادری
- صاحبزادہ نور محمد قادری
- مہر محمد نواز سیال
- حافظ غلام مصطفیٰ چشتی درانی
- محمد اظہر بھٹی قادری

مجلسِ مشاورت

- ★ سید غلام محی الدین شاہ بخاری قادری
- ★ حاجی محمد سلیم قادری
- ★ صفدر محمود رانجھا قادری
- ★ غلام عباس اقبال سیال
- ★ محمد اختر سیال ★ محمد وارث گوندل
- ★ ماسٹر محمد پاتو آنہ قادری

حاجی غلام شبیر قادری

قیمت 120/- روپے

پیشکش

آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف چھٹا میل گوجرہ روڈ ضلع جھنگ

0300-7500702-0300-6033355

مشمولات

حصہ اوّل **منثورات**	9 سے 80
حصہ دوم **علمی تبرک**	81 سے 130
حصہ سوم **منظومات**	131 سے 144

اداریہ!

سلام! ابن رسول سائیں

اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب سلطان الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کی پیاری بیٹی خاتونِ جنت و قیامت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ عطا کیے۔

دونوں شہزادوں کے نام جناب مرتضیٰ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خواہش پر حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود رکھے اور تربیت فرمائی۔ دربارِ رسالت میں شہزادوں کے مقام اور سرکارِ دو جہاں ﷺ کی محبت و شفقت کے مناظر ہمیشہ تمام صحابہ کی نظر میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تعظیم کیا کرتے تھے اور عظمت کا معاملہ فرماتے تھے اور اُن سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے اور اُن کی جانب سے فدیہ دیا کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۶ ج ۸)

خلافتِ راشدہ کے عہد ثانی کے حوالے سے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وظیفوں کے لیے فہرست مرتب فرمائی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے حضرات صحابہ اہل بدر کے ہمراہ پانچ پانچ ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۶ ج ۸)

ایک واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک یمن سے کچھ حُلّے یعنی لباس آئے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حسب معمول اُن کو تقسیم کرایا اور اُن میں سے حضرات صحابہ کرام کے صاحبزادوں کو بھی دیئے گئے، لیکن حضرت امام حسن و

امام حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "یہ حُلّے اس درجہ کے نہیں جو اُن حضرات کے شایانِ شان ہوں۔" اس لیے خصوصیت سے یمن کے حاکم کے پاس حکم تحریر فرمایا اور ایسے دو حلّے منگوائے جو نہایت عمدہ تھے اور ان حضرات کے شایانِ شان تھے وہ پیش کئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۷)

خلافت راشدہ کے زمانے میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ تعظیم وتکریم کا سلوک معمول تھا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تھا یہی حال امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تھا کہ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم وتکریم فرماتے اور اُن سے خصوصی محبت کا برتاؤ کرتے۔

ابن کثیر کی گواہی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ بھی یہی تھا جس طرح حضرات خلفاء راشدین کا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ جب حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بیت اللہ کا طواف کرتے تو مسلمانوں کا عظیم الشان ہجوم ان حضرات کو عقیدت و محبت سے گھیر لیتا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۷)

مرقوم ہے کہ ایک دن مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، سامنے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آتے ہوئے نظر آئے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور کو دیکھ کر آپ نے والہانہ جذبہ سے یہ جملے ارشاد فرمائے:

هذا احب اهل الارض الى اهل السماء

یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں جو روئے زمین کے تمام انسانوں میں سے آسمانی مخلوق یعنی فرشتوں کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۷)

حافظ ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سوار ہو کر چلتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خادمانہ انداز میں رکاب تھام کر چلا کرتے اور اس عمل کو اپنے لئے ایک عظیم الشان سعادت ونعمت تصور فرماتے۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ صفحہ ۱۵۸)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ مجاہدانہ کردار ادا کیا آپ غازی اسلام تھے۔

اس حوالے سے تاریخ ابن اثیر میں مرقوم ہے کہ حضرت سعید بن العاص نے ۳۰ھ میں کوفہ سے طبرستان پر حملہ کیا ان کے ہمراہ بڑے درجہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جن میں سے چند کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔

ان کے علاوہ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ:

وکان معه فی مغازیه کلها فی الجمل والصفاین وکان معظما و موقراً ولم یزل فی طاعته ابیه حتیٰ قتل

(البدایہ والنہایہ ج ۷ صفحہ ۱۵۰)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین میں بھی شریک تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نہایت درجہ باعظمت و باوقار تھے اور ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کی فرمانبرداری کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

سید الساجدین سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام جو آپ کے فرزند دلبند ہیں اور آپ کے جانشین بھی۔ آپ سے اہل کوفہ نے پوچھا کہ امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کے جسم اطہر پر بہت زیادہ زخم تھے جو تازہ تھے۔ تیروں، بھالوں، تلواروں اور نشتروں کے زخم مگر کچھ زخم جسم اطہر پر پرانے تھے وہ پرانے زخم حضرت امام حسین

علیہ السلام کے جسم مبارک پر کیسے تھے؟ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد گرامی نواسۂ رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام رات کو عبادت و ریاضت اور ذکر وفکر کے علاوہ غلہ واناج اپنے جسم پر اٹھا کر ضرورت مندوں اور بے کسوں کے گھروں میں چپکے سے چھوڑ آتے تھے اس مشقت کے سبب آپ کے وجود اطہر پر زخموں کے نشان پڑ جاتے تو اب تمہیں پرانے معلوم ہوتے تھے۔ امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کے حضور نذرِ عقیدت پیش کرنے کے لیے "طلوعِ قمر" کی اشاعت خاص منظر عام پر لائی جارہی ہے آیئے! اپنے امام کے حضور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

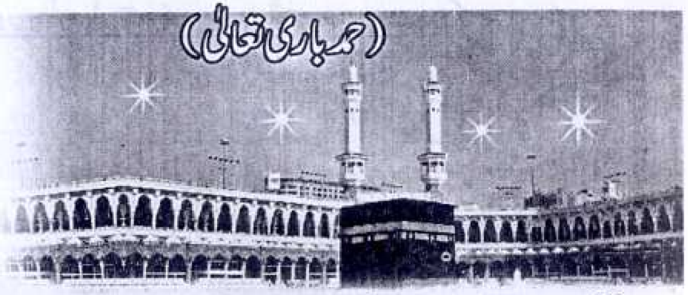
حسینؑ مولا شہید اعظم سلام میرا قبول سائیں
تمام عالم یہ کہہ رہا ہے سلام! ابن رسول سائیں

ملک محبوب الرسول قادری
(مدیراعلیٰ)
0300/0321-9429027
mahboobqadri@gmail.com

نذرِ عقیدت

اگر دل میں ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ — گر ختم ہوئی ہر آس ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ
دل کی ہر بے چینی اس نام سے مٹ جاتی ہے — اگر بجھانی روح کی پیاس ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ
ہر خوشی، ہر خواہش اور خیرات اسی نام سے ملتی ہے — گر دل میں تمنا کوئی خاص ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ
اسی نام سے جسم و روح کو طاقت ملتی ہے — گر مٹانا خوف و ہراس ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ
در نبی تک پہنچنے کے لئے حسین سے عشق ضروری ہے — گر جانا نبی ﷺ کے پاس ہے دل میں حسینی شمع جلاؤ

(شاعرہ: راحیلہ کشش سید گیلانی)



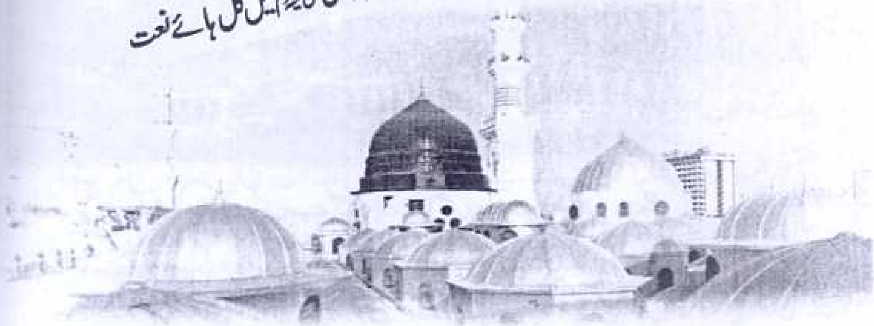
کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے؟
سب کا داتا ہے تُو، سب کو دیتا ہے تُو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے؟
کون مقبول ہے، کون مَردُود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے؟
جب تُلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے؟
کون سُنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسُوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے؟
اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کُل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رُسل
اِن کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، اِن کی پہچان تیرے سوا کون ہے
میرا مالک مِری سُن رہا ہے فُغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زُباں
اب مِری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بَلا ہے، صبا کون ہے؟
ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نُما، اُس اَحَد کے سِوا دُوسرا کون ہے؟
وہ حقائق ہوں اَشیاء کے یا خشک وتَر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
ماسوا ایک اُس ذاتِ بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماوریٰ کون ہے؟
انبیاء، اولیاء، اہلِ بیت نبی ﷺ تابعین و صحابہ پہ جب آ بنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تُو نہیں ہے تو مشکل کُشا کون ہے؟
اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیرؔ! اِس کو تُو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے؟

(پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف)

نتیجہ فکر: ملک محبوب الرسول قادری

رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے

بارگاہِ نبوی ﷺ میں گل ہائے نعت



رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے
چہرہ والضحیٰ دل رُبا دیکھئے

لائی بادِ صبا، بوئے شاہِ زمن
جلوہ احمدِ مجتبیٰ ﷺ دیکھئے

شہرِ طیبہ میں ہر اک کے دل کی صدا
مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ ﷺ دیکھئے

وہ ہیں شمس الضحیٰ، وہ ہیں بدر الدجےٰ
نورِ انوار نورُ الھدیٰ دیکھئے

چارسو ان کے جلوے ہیں پھیلے ہوئے
روئے انور پہ جھومر سجا دیکھئے

بزم اقراء میں جبریل کی گفتگو
شہرِ مکہ میں غارِ حرا دیکھئے

یہ ہے سدرہ نشیں اور وہ رب کے قریں
شب اسراء کا پردہ اٹھا دیکھئے

ہیں صحابہ ستارے، قمر آپ ہیں
آل کشتیٔ نوح نجا دیکھئے

سب ملائک، رسل اور سبھی انبیاء
قدس میں مقتدی، مقتداء دیکھئے

میرے آقا کے خادم شہنشاہِ کل
مظہرِ مصطفیٰ ﷺ، مرتضیٰؓ دیکھئے

جو بھی دیکھے تجھے بس وہ کہتا رہے
صورتِ مصطفیٰ ﷺ حق نما دیکھئے

آپ کے جد اعلیٰ کا فیضان ہے
آبِ زمزم پہ یہ جمگھٹا دیکھئے

میں ہوں خادم ترا اور تری آل کا
شہرِ طیبہ میں مجھ کو بلا دیکھئے

ہے مری یہ دعا اور یہی التجا
اپنی امت کو خیر الوریٰ ﷺ دیکھئے

قادری ہی تیرا مدح سرا
بو حنیفہ و غوث و رضا دیکھئے

حصہ اوّل

منثورات

بحضور
سید الشہداء امام عالی مقام
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

فیضان قمر قادریہ آرگنائزیشن

آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف۔ جھنگ

حسن ترتیب

1	نعت رحمۃ للعالمین ﷺ	خالد بزمیؔ	11
2	شانِ اہل بیت علیہم السلام	حضرت مولانا حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	12
3	اہل بیت اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز	حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	13
4	اہل بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام	قطب الاقطاب حضور سائیں پیر سید قطب علی شاہ محلوی بخاری	24
5	نواسہ رسول علیہ السلام کی محبت و عقیدت	حضرت علامہ خواجہ محمد سلیمان قمر قادری	31
6	معرکۂ کربلا	آصف محمود خان	42
7	فضائل حسنین فی زبان رسول الثقلین	علامہ سید حماد علی شاہ	45
8	امام عالی مقام علیہ السلام ریگزارِ کربلا میں	محمد صادق ضیائی قادری	63
9	سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام	سید حبیب اللہ شاہ	74
10	حسینی اقدام کی افادیت اور اہمیت	علامہ اختر علی تہری	77

نعت رحمۃ للعالمین ﷺ

محمد نورِ صبحِ اولیں ہیں، میرا ایماں ہے
وہ سب پیغمبروں میں آخریں ہیں، میرا ایماں ہے
خدا نے ان کو سب قوموں کی رحمت کے لئے بھیجا
وہی بس اس سعادت کے امیں ہیں، میرا ایماں ہے
جسے منزل نہ ملتی ہو وہ ان کے در پہ آجائے
محمد ﷺ رہبر دنیا و دیں ہیں، میرا ایماں ہے
حضورِ پاک ﷺ کی بعثت سے لے کر روزِ محشر تک
زمانے آپ ﷺ کے زیرِ نگیں ہیں، میرا ایماں ہے
زمانے کے مفکر، فلسفی، نقاد، دانش ور
محمد مصطفےٰ ﷺ کے خوشہ چیں ہیں، میرا ایماں ہے
جو غمگین تھے وہ ان کے در سے شاداں ہو کے آئے ہیں
وہ اطمینان براندوبگیں ہیں، میرا ایمان ہے
کوئی بھی دل نہیں ہے اُن کے لطف و فیض سے خالی
وہ ہر دل میں کرم بن کر مکیں ہیں، میرا ایمان ہے
حضورِ پاک ﷺ کی صورت ہو زیر ذکر یا سیرت
وہ دنیا میں حسینوں کے حسین ہیں میرا ایماں ہے
حضورِ پاک ﷺ کے بعد اب کوئی رسل نہ آئے گا
حضورِ پاک ﷺ ختم المرسلیں ہیں، میرا ایماں ہے
ازل کی صبح سے لے کر ابد کی شام تک بزمیؔ
محمد ﷺ رحمۃ للعالمیں ہیں، میرا ایماں ہے

(خالد بزمیؔ)

شانِ اہل بیت علیہم السلام

باغِ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلبیت — تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت
کس زبان سے ہو بیان عز و شانِ اہلبیت — مدح خوانِ مصطفےٰ ﷺ ہے مدح خوانِ اہلبیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں — آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت
ان کے گھر میں بے اجازت جبرائیلؑ آتے نہیں — قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت
رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق — کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت
حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار — خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت
جمعے کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج — کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے — دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت
خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات — خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلبیت
تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں — پیاس کی شدت سے تڑپے بے زبانِ اہلبیت
فاطمہؓ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے — حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت
وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ — لو سلام آخری اے بیوگانِ اہلبیت
کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغ یار میں — خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت
باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا — اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیت
گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ لے — جانِ عالم ہو فدا اے کاروانِ اہلبیت
دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر — کربلا میں خوب ہی چمکی دکانِ اہلبیت
زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا — خوب دعوت کی بُلا کر دشمنانِ اہلبیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں — لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْكُمْ دشمنانِ اہلبیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ — یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

(حضرت مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ)

اہلبیتِ اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز

امام اہلسنت غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ ☆

غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام پر بالاستقلال صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے جواز کو اگرچہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے عامہ اہل علم سے نقل کیا ہے۔

كَمَا فِيْ تَفْسِيْرِ رُوْحِ الْمَعَانِيْ (پارہ ۲۲ ص ۸۶) وَ اَمَّا الصَّلٰوةُ عَلٰى غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ قَدْ اِضْطَرَبَتْ فِيْهَا اَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ فَقِيْلَ تَجُوْزُ مُطْلَقًا قَالَ الْقَاضِيْ عَيَاضٌ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ اَهْلِ الْعِلْمِ (انتہٰی)

لیکن جمہور کے مطابق ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بالتبع جواز بلا کراہت کے قائل ہیں اور بالاستقلال مکروہ سمجھتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ کے بغیر سرف سلام علٰی غیر الانبیاء والملائکہ علیہم السلام ہمارے نزدیک بالاستقلال اور بالتبع بلا کراہت جائز ہے۔ فقہاء کرام کے ایک گروہ نے اس مسئلے میں عدم جواز یا کراہت کا جو قول کیا ہے وہ تنہا سلام سے متعلق نہیں بلکہ مجموعہ صلوٰۃ وسلام کے بارے میں ہے جو ہم پر حجت نہیں۔ جو حضرات سلام مذکور کو ناجائز مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ کہتے ہیں ان کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی کتاب میں کوئی ایسی عبادت موجود نہیں جس سے بغیر اختلاف کے علماء اہلسنت یا کم از کم علمائے احناف کے نزدیک سلام مذکور ناجائز، مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ثابت ہوتا ہو۔ نہ یہ جمہور کا مذہب ہے۔ وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ البيان۔

یقیناً بعض نے عدم جواز اور بعض نے کراہت تنزیہی یا خلافِ اولیٰ کا قول کیا ہے مگر ان کے بالمقابل دوسرے علماء کرام نے اس قول کا انکار بھی فرمایا ہے جس کی روشن دلیل ان کے کلام میں سلام مذکور کا ورود ہے۔ كَمَا سَيَأْتِيْ

☆ بانی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

مانعین حضرات کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) علمائے اہلسنت نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے علیہ السلام لکھنے کو بالاتفاق ممنوع قرار دیا ہے۔

(۲) لفظ "سلام" "صلوٰۃ" کے معنی میں ہے۔ لہٰذا صلوٰۃ کی طرح تنہا سلام بھی ناجائز اور مکروہ ہوگا۔

(۳) رسل و انبیاء علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام کے الفاظ تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں اگر ان کے غیر کے لئے بھی مستقلاً استعمال کئے جائیں تو غیر نبی کی تعظیم، تعظیمِ نبی کی مثل ہو جائے گی۔

(۴) غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام یا تنہا "سلام" کے الفاظ استعمال کرنا روافض اور اہل بدعت کا شعار ہے۔ اس لئے یہ استعمال ناجائز ہوگا۔

علی الترتیب چاروں کا جواب حسب ذیل ہے:۔

(۱) بالاتفاق اور علی الاطلاق غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال تنہا سلام کو آج تک کسی نے ممنوع نہیں کہا اور اگر کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا ہے۔

اس سلام کو ممنوع، ناجائز یا خلافِ اولیٰ کہنے والے بعض علماء ہیں جس کو ان کی تحقیق پر اعتماد ہو وہ اس پر عمل کرے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن مجوزین بلاکراہت سے الجھنا ان کے لئے درست نہیں کیونکہ بالمقابل محققین اہلسنت کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال لفظ سلام استعمال کرتا ہے پھر یہ کہ مانعین کی مراد سلام علی الاطلاق نہیں بلکہ سلام مقید ہے جس کا فِیْ مَا نَحْنُ فِیْهِ سے کوئی تعلق نہیں۔ کَمَا سَنُبَیِّنُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ لہٰذا بعض علماء اہلسنت کی وہ عبارات مانعین حضرات کے لئے مفید نہیں۔

(۲) لفظ "سلام" کا "صلوٰۃ" کے معنی میں ہونا بداہتہً باطل ہے۔ اس لئے کہ دونوں کا مادۂ ترکیب، اشتقاق، وضع و ہیئت اور استعمال بالکل الگ ہے پھر ایک معنی میں ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

البتہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام کہا اور اسی قول کے پیش نظر امام الحرمین جوینی نے سلام کو بمعنیٰ صلوٰۃ قرار دیا۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں بزرگ شافعی ہیں۔ لہٰذا یہ قول شوافع کا ہوا جسے بعض احناف نے بھی ذکر کر دیا۔ نیز یہ کہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام اور بالعکس مطلقاً نہیں کہا بلکہ اس امر میں کہ صلوٰۃ وسلام دونوں ہماری دُعا اور منزل من اللہ ہونے میں ایک دوسرے کے ہم معنی اور مشعر تعظیم ہیں۔

اگرچہ اس معنی کو امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے حق میں مستقلاً لفظ سلام بولنے کے لئے علت منع قرار دیا ہے لیکن اہلسنت وفقہائے احناف کے دیگر محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

اس بیان سے اہل علم حضرات پر یہ امر بھی بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے جس سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دے کر اس کا استعمال غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے ممنوع قرار دیا ہے وہ "سلام من اللہ" ہے اور جو سلام تحیۃً من العباد ہو وہ ان کے نزدیک بمعنی صلوٰۃ نہیں۔ نہ وہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ امام جوینی کے قول "فَلَا یُقَالُ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَام" جسے روح البیان، روح المعانی، جوہر التوحید اور شامی وغیرہ نے نقل کیا ہے، سے مراد مطلقاً سلام من اللہ ہے، سلام تحیۃ نہیں۔ دیکھئے روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۸۶۔ لہٰذا اگر بطور تحیۃ علی علیہ السلام یا حسین علیہ السلام کہا جائے تو امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے قول پر بھی ممنوع نہ ہوگا۔

یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین کی تصانیف میں سلام مذکور کا ترک متعارف ہے لیکن تفحص کے بعد مقدمین کا مسلک یہی ثابت ہوا کہ وہ بالخصوص اہل بیت اطہار کے حق میں بالاستقلال تنہا لفظ سلام بولتے اور لکھتے رہے۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) ومتعارف در متقدمین تسلیم بود براہل بیت رسول از ذریت وازواج مطہرات و در کتب قدیمہ از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آں یافتہ میشود۔ و در

متاخرین ترکِ آں متعارف شدہ است۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۰۵)

باوجودیکہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز تصانیف متاخرین میں سلام مذکور کا ترک متعارف فرماتے ہیں مگر بذاتِ خود اپنی تصانیف میں آل پاک مصطفی علیہ التحیۃ والثناء پر بالاستقلال "علیہ السلام" لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

(۲) جذب القلوب صفحہ ۷۸

"درسنہ سابعہ غزوۂ خیبر بود کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام چوں سپر از دست مبارکِ اوافتاد دروازۂ اورا............ برکندو سپر ساخت۔"

نیز اسی صفحے پر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۳) وطلوع کردن آفتاب بعد از غروب بجہت فوت نمازِ عصر از امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ

اسی جذب القلوب کے صفحہ ۹۴ پر ہے:۔

(۴) واورا استوانِ علی ابن طالب سلام اللہ علیہ نیز گویند

اسی صفحہ پر اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

(۵) درخانۂ فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

(۶) بعلی و فاطمہ وحسن وحسین سلام اللہ علیہم خطاب میکرد

علاوہ ازیں تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۱۰ پر ہے:۔

(۷) وَعَنْ عَلِيِّ ابْنِ مُوْسَى الرِّضَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۰ پر فرماتے ہیں:۔

(۸) هٰذِهِ الْاٰيَةُ دَالَّةٌ عَلٰى اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَا اِبْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر تفسیر کبیر کی تیسری جلد ۲۲۷ پر لکھتے ہیں:۔

(۹) لَا يَجُوْزُ اِسْنَادُهٗ اِلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامِ

اسی صفحہ پر تیسری سطر میں ہے۔

(۱۰) وَهُوَ اَنَّ الْاٰئِقَ بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کی جلد ہشتم صفحہ ۳۲۲ پر فرماتے ہیں۔

(۱۱) هٰذِهِ الْاٰيَاتُ نَزَلَتْ فِيْ حَقِّ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۲) ایضاً سطر سوم فی کتاب البسیط: اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ حَقِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۳) ایضاً سطر چہارم: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرِضَا

(۱۴) ایضاً سطر ۲۲: اَخَذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامِ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

(۱۵) ایضاً سطر ۲۴: وَلَا يُنْكِرُ دُخُوْلُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْهِ

(۱۶) ایضاً سطر ۲۹،۲۸: اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مُخْتَصَّةٌ بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۷) تفسیر مظہری جلد ہفتم صفحہ ۴۱۲ سطر ۶ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۱۸) ایضاً سطر ۷: وَرَوَى الطِّبْرَانِيْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۱۹) تحفہ اثنا عشری

(۲۰) فتاویٰ عزیزی

(۲۱) تفسیر فتح العزیز۔ تینوں کتابوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت اطہار کے لئے بکثرت "علیہ السلام" استعمال فرمایا ہے۔

(۲۲) اصول الشاشی صفحہ ۲: وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَحْبَابِهٖ

مشتے نمونہ از خروارے چند حوالے نقل کئے گئے۔ جنہیں پڑھ کر ناظرین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر علماء متقدمین و متاخرین اور اکابر اہل سنت وفقہائے احناف میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً "علیہ السلام" بولنا بلاکراہت جائز ہے۔ بالخصوص اصول شاشی کی عبارت

وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْبَابِہٖ جو چھ سو سال سے دنیائے اسلام کے حنفی مدارس میں پڑھائی جارہی ہے۔ مسلک مجوزین کی حقانیت کی ایسی روشن دلیل ہے جس سے انصاف پسند حضرات کے لئے تردد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

عبارات منقولہ کو کتابت کی غلطی یا تحریف پر محمول کرنا بالکل ایسا ہوگا جیسے فی زمانہ بعض علماء اہل سنت کی عبارات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کے جملے کو غلطی یا تحریف پر محمول کر دیا جائے۔

یاد رکھئے! کتابت کی غلطی یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی لفظ بدل جائے یا کہیں تقدیم و تاخیر ہو جائے یا کتابت میں اختصار سے کام لیا جائے جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے آج کل علامت "ؐ" یا صلعم لکھ دیتے ہیں۔ یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ ایک صحیح اور درست عبارت کو بلا وجہ کتابت کی غلطی یا تحریف قرار دے دیا جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ کتب معتبرہ کی عبارات سے اعتماد بالکل اٹھ جائے گا ہر شخص اپنے مدعا کے خلاف جو عبارت پائے گا اسی کو غلطی یا تحریف کہہ دے گا۔

الحمد للہ! ہم نے وضاحت کے ساتھ علمائے معتبرین کے کلام میں اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً علیہ السلام کہنے کا ثبوت پیش کر دیا۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ السَّامِیَۃُ

(۳) مانعین حضرات کا یہ فرمانا کہ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ مستقلاً انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان ہی کے ساتھ خاص رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ بھی تعظیم انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال کیا جائے وہ ان کے ساتھ خاص ہو۔ دیکھئے "سیدنا" و "مولانا" انبیاء علیہم السلام کے لئے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین و دیگر بزرگان دین کے لئے بھی سیدنا و مولانا بکثرت بولا جاتا ہے۔

ہاں! یہ صحیح ہے کہ عام استعمالات میں بعض الفاظ ایسے بھی ہونے ضروری ہیں جو صرف انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے استعمال کئے جائیں تاکہ ان کی خصوصی عظمت ظاہر ہو تو

لفظ "صلوٰۃ" اور مجموعہ "صلوٰۃ و سلام" کے الفاظ موجود ہیں۔ جو حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں۔ جن کا خاص ہونا ان کی خصوصیت شان کا مظہر ہے۔

(۴) روافض کا شعار صرف "علیہ السلام" نہیں بلکہ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" ہے کیونکہ علیہ اسلام کے ثبوت میں جلیل القدر علماء اہل سنت کی عبارات کثیرہ ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ اہل بدعت کا شعار اہل سنت کے لئے اسی وقت مکروہ وممنوع قرار پائے گا جبکہ وہ کسی امر مذموم میں ہو۔ جیسے نوحہ گری اور سینہ کوبی وغیرہ۔ یا ان کے ساتھ تشبہ کا قصد کیا جائے۔ الحمد للہ! یہاں دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔ علیہ السلام کہنا نہ مذموم ہے نہ کہنے والا تشبہ کا قصد کرتا ہے۔ لہٰذا علتِ منع نہ پائی گئی۔ جب علت ہی نہیں تو حکم کراہت ومنع کا مدار کس چیز پر ہوگا؟ دیکھئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی مبحث میں قاضی عیاض و دیگر علماء سے یہی اعتراض یعنی علتِ منع نقل کر کے اس کا جواب بعینہٖ وہی دیتے ہیں جو ہم نے دیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: وَاِنَّمَا اَحْدَثَہُ الرَّافِضَۃُ فِیْ بَعْضِ الْاَئِمَّۃِ وَالتَّشَبُّہُ بِاَھْلِ الْبِدَعِ مَنْھِیٌّ عَنْہُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُھُمْ اھ۔ اَقُوْلُ کَرَاھَۃُ التَّشَبُّہِ بِاَھْلِ الْبِدَعِ مُقَرَّرَۃٌ عِنْدَنَا اَیْضًا لٰکِنْ لَّا مُطْلَقًا بَلْ فِی الْمَذْمُوْمِ وَفِیْ مَا یُقْصَدُ بِہِ التَّشَبُّہُ بِھِمْ (شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۸)

بالکل یہی عبارت تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۷۹ پر بھی مرقوم ہے دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مانعین حضرات حکم کراہت ومنع کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ائمہ کے لئے (مستقلاً) صلوٰۃ و سلام کہنے کی بدعت روافض نے جاری کی ہے اور اہل بدعت کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے۔ لہٰذا ان کی مخالفت واجب ہے! میں کہوں گا کہ تشبہ باھل البدعۃ کا مکروہ ہونا ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ امر مذموم میں یا اس وقت جبکہ تشبہ کا قصد کیا جائے۔

شامی اور روح المعانی کی اسی عبارت کا خلاصہ ہم نے اپنے جواب میں عرض کیا تھا جس کی تصدیق ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمالی۔

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ بلا قصد تشبہ مجموعہ صلوٰۃ وسلام کا بھی

جواز بلا کراہت ثابت ہوگیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے مجموعہ صلوٰۃ وسلام کا مستقلاً استعمال مسلک جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بغیر قصد تشبہ بھی استعمال کرے گا تب بھی ناجائز ومکروہ قرار پائے گا۔ بخلاف تنہا "سلام" کے کہ اسے کثیر محققین اہل سنت نے استعمال کیا ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا۔ فافھم وتدبر!

پھر یہ حضرات مانعین کرام کو چاہئے کہ اسی تشبہ کی وجہ سے عشرہ محرم میں ذکر شہادت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما، ان کے لئے ایصالِ ثواب وغیرہ امورِ مستحسنہ کو بھی ناجائز و ممنوع قرار دیں۔ اس لئے کہ یہ سب کام بقولِ مانعین روافض کا شعار ہیں اور ان کا تشبہ ممنوع ہے۔ نیز حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے مبارک ناموں کے ساتھ لفظ امام لکھنے کو بھی ناجائز کہیں۔ کیونکہ روافض کے مذہب میں امامت کا عقیدہ بھی ضروریات دین سے ہے جب وہ اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے لفظ امام بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امامت کے وہی معنی ہوتے ہیں جو اہل سنت کے نزدیک نبوت کے معنی ہیں اور غالباً اسی لئے اسلاف متقدمین کی تصانیف میں حسنین رضی اللہ عنہما یا اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے امام کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا مانعین کرام کو چاہئے کہ وہ علت تشبہ کی بناء پر جس طرح حسنین علیہما السلام کہنے کو مکروہ جانتے ہیں اسی طرح لفظ امام حسن اور امام حسین بولنے کو بھی ناجائز اور مکروہ سمجھیں۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت قدس سرہٗ العزیز کے دیوان شریف حدائق بخشش حصہ دوم کی طرف آیئے جس میں بکثرت اشعار ایسے ہیں جن میں اہل بیت اطہار و دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بالاستقلال سلام بھیجا ہے۔ نمونے کے طور پر صرف گیارہ شعر ہدیہ ناظرین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ   حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے   اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ   جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حسن مجتبیٰ سید الاسخیا   راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہِ گلگوں قبا   بیکس دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
بنت صدیق آرامِ جانِ نبی   اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف   چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
جس کی ممبر ہوئی گردنِ اولیاء   اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاہِ برکات و برکات پیشینیاں   نو بہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب   تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن   اہل وولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

اس مقام پر یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہوگا کہ یہ اسلام بالتبع ہے بالاستقلال نہیں کیونکہ بالتبع سلام وہ ہوتا ہے جو تابعین کے لئے مستقلاً نہ لایا جائے بلکہ مسلم علیہ متبوع پر تابعین کا عطف کر دیا جائے جیسے سلام اللہ علی نبینا و آلہ اجمعین کہ یہاں حضور کی آل پر بالتبع سلام ہے اور اگر تابع کے لئے بھی لفظ سلام ذکر کر دیا جائے تو وہ سلام بالتبع نہ رہے گا اگرچہ ماقبل پر مابعد کا عطف بھی کر دیا جائے جیسے سلام اللہ علی نبینا وسلام اللہ علی آلہ کہ یہاں مابعد کا عطف ماقبل پر ہے لیکن چونکہ آل کے لئے لفظ سلام علیحدہ ذکر کر دیا گیا اس لئے اس اسلام کو بالتبع نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اسلام بالاستقلال ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اشعار منقولہ بالا میں اہل بیت و دیگر بزرگانِ دین کے لئے مستقلاً لفظ سلام بار بار ذکر کیا گیا ہے لہٰذا یہ سلام قطعاً بالاستقلال ہے۔ اس کو بالتبع کہنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

حرفِ آخر

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے حق میں علیہ السلام کو خلافِ اولیٰ قرار دینے والے حضرات کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ اگر آپ حضرات بعض علماء کے قول پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اہل بیت اطہار کے لئے مستقلاً "علیہ السلام" کہہ کر خلافِ اولیٰ کا ارتکاب اپنی پرہیزگاری اور پاک دامنی کے منافی سمجھتے ہیں تو

ازراہِ کرم غیر صحابہ علیہم الرضوان کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہہ کر بھی ترکِ مستحب کے دھبہ سے اپنے دامنِ تقاء کو داغدار نہ کیجئے۔ اس لئے کہ فقہائے احناف کے نزدیک استحباب ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولنے کا مستحب ہونا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ درمختار میں ہے:

(وَيُسْتَحَبُّ التَّرَضِّيْ لِلصَّحَابَةِ) اس کے بعد فرمایا: (وَالتَّرَحُّمُ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَسَائِرِ الْأَخْيَارِ وَكَذَا يَجُوْزُ عَكْسُهٗ) وَهُوَ التَّرَحُّمُ لِلصَّحَابَةِ وَالتَّرَضِّيْ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ (عَلَى الرَّاجِحِ) ذَكَرَهُ الْقُرْمَانِيْ وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ الْأَوْلٰى أَنْ يَّدْعُوَ لِلصَّحَابَةِ بِالتَّرَضِّيْ وَلِلتَّابِعِيْنَ بِالرَّحْمَةِ وَلِمَنْ بَعْدَهُمْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالتَّجَاوُزِ اِنْتَهٰى

(درمختار حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

"رضی اللہ عنہ صحابہ کے لئے کہنا مستحب ہے آگے چل کر فرمایا کہ تابعین اور ان کے بعد والے علماء و بزرگانِ دین کے لئے "رحمتہ اللہ علیہ" کہنا مستحب ہے ایسے ہی بقول راجح اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی صحابہ کے لئے ترحم، اور بعد والوں کے لئے ترضی، یہ قرمانی نے ذکر کیا اور زیلعی نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہے کہ صحابہ کے حق میں دعا کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اور تابعین کے لئے "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" اور ان کے بعد والوں کے لئے مغفرت اور تجاوز کے الفاظ بولے۔

ممکن ہے کہ اس مقام پر جملہ "وَكَذَا يَجُوْزُ عَكْسُهٗ" کسی خوش فہمی کا موجب ہو جائے لہٰذا یہ گزارش بے محل نہ ہوگی کہ یہاں "يَجُوْزُ" ہے "يُسْتَحَبُّ" نہیں جس سے غیر صحابی کے لئے "اِسْتِحْبَابِ تَرَضِّيْ" ثابت ہو جائے اور اگر "يَجُوْزُ" ہی کا سہارا لے کر غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہا جائے تو اسی سہارے کو تھام کر کبھی "ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" اور "عمر علیہ الرحمۃ"، "عثمان و علی علیہما الرحمۃ" بھی کہا ہوتا۔ جب اس کی ہمت نہ ہوئی تو اس کی جرأت کیسے ہوگی؟ فَلَا تَغْفُلْ

اس کے بعد علامہ شامی کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ درمختار کی منقولہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں: (ویستحب الترضی للصحابة)

لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يُبَالِغُوْنَ فِيْ طَلَبِ الرِّضٰى مِنَ اللهِ تَعَالٰى وَيَجْتَهِدُوْنَ فِيْ فِعْلِ مَا يُرْضِيْهِ وَيَرْضَوْنَ بِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِبْتِدَآءِ مِنْ جِهَتِهٖ اَشَدَّ الرِّضٰى فَهٰؤُلَآءِ اَحَقُّ بِالرِّضٰى وَغَيْرُهُمْ لَا يَلْحَقُ اَدْنَاهُمْ وَلَوْ اَنْفَقَ مِلْءَ الْاَرْضِ ذَهَبًا زَيْلَعِيٌّ

(شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

"صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اس لئے کہ وہ رضاء الٰہی طلب کرنے میں بہت کوشش کرتے ہیں اور وہ ایسے کاموں سے راضی ہوتے تھے جن کے باعث انہیں ابتداء ہی سے بہترین رضا حاصل ہو جائے۔ لہٰذا "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے کے وہی زیادہ حقدار ہیں۔ ان کا غیر اگر پہاڑ بھر سونا بھی خرچ کر دے پھر بھی ان کے ادنیٰ ترین فرد سے نہیں مل سکتا۔ (انتہیٰ)

فقہاء احناف کی ان روشن تصریحات کے باوجود بھی اگر غیر صحابہ کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے سے آپ کا دامن اتقاء ترکِ مستحب اور خلافِ اولیٰ کے ارتکاب سے پاک ہے تو یقین رکھئے کہ اہل بیت رسول ﷺ کے حق میں "علیہم السلام" کہنے سے بھی آپ کا پاکیزہ دامنِ معصیت سے داغدار نہ ہوگا۔

رباعی

آئینہ اسرار نہانی ہیں رسول
تشریح و مثال و ترجمانی ہیں رسول
ہر شعبۂ زندگی میں تا حد کمال
قرآن عبارت ہے معانی ہیں رسول

(فیروز نظامی لکھنوی)

آئے۔ آپ علیہ السلام پیار کرنے لگے۔ تو عرض کیا کہ قبلہ کچھ آپ کی محبت ہمارے ساتھ بھی ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم فرزند رسول ﷺ وجگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا اور میرے دلبند ہو۔ تم سے اور کون سی چیز عزیز ہے۔ تو پھر امام علیہ السلام نے کہا۔ قبلہ کچھ آپ کی محبت خدا کے ساتھ بھی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا الحمدللہ تمام اہل اسلام پر خدا تعالیٰ کی محبت ہر فرض سے مقدم تر ہے۔ یہ کیا بات ہے جو مجھ سے پوچھتے ہو؟ تو پھر امام علیہ السلام متکلم ہوئے کہ حضرت میں متعجب ہوں کہ دل آپ کا ایک ہے سو ایک وجود میں دو محبتوں کا وجود ناممکن نہیں۔ مگر مجھ کو یقین ہے کہ جو دل کی محبت ہے وہ تو آپ کی خدا کی ذات پر مخصوص ہے۔ باقی ہم پر حضور کی پدری شفقت بدستور ہے۔ امام علی علیہ السلام نے یہ کلام حیرت انجام سن کر فرمایا۔ سبحان اللہ یہ آلِ رسول ﷺ کی تاثیر ہے جو عمر صغیر میں اس قدر تقریر وحدت پذیر ہے۔

عرض اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کا یہاں تک تو کوئی فعل سوا محبت خدا کے نہ تھا۔ اور اقوال کا یہ حال تھا کہ ہر کس کو دین کا پیرو کرانا و محبت الٰہی میں تلقین فرمانا۔ پس اس طرح جو اہل بیت علیہم السلام کے ہر قول و فعل کا عامل ہے۔ وہ ان کی محبت میں کامل ہے۔ نہیں تو نام کا محب ہو کر بدعت و ریا کی بلا میں شامل ہے۔ رکن چہارم، محبت کا یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی مصیبت کے سبب غم و درد سے دل سرو نہ ہو۔ کیونکہ دوست کا غم و رنج ضرور دوست کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے ہمیشہ گریہ وزاری میں چشم جاری رہے کہ وہ حسین فرزند رسول دلبند بتول طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر محفل دین کی خاطر راہ خدا میں بے گناہ مقتول ہوئے کہ جس غم والم میں خود رسول مقبول ﷺ بھی حال ملول سے اس طرح روئے کہ جن کی گفتار سے قلم کو عار ہے۔ چنانچہ سرالشہادتین وغیرہ سے منقول ہے۔

فِيهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِرُوْا ذَالِكَ الْوَقْتَ فَرَجَدْتُ قَدْ قُتِلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ

یعنی روایت کی احمد اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے نبی ﷺ کو خواب میں ایک دن دوپہر کو حضرت ﷺ کے بال مبارک خاک آلود ہیں اور ہاتھ میں شیشی ہے جس میں

خون بھرا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ خون ہے میرے فرزند حسین علیہ السلام اور اس کے یاروں کا کہ میں اٹھاتا پھرتا ہوں اسی خون کو آج صبح سے۔

پس راوی کہتا ہے کہ میں نے یاد رکھا اس وقت کو کہ پھر مجھ کو خبر پہنچی۔ کہ حسین علیہ السلام شہید ہوئے اسی دن۔

حدیث:

وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اٰنِفًا۔

روایت کی حاکم اور بیہقی نے ام سلمی رضی اللہ عنہا سے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں کہ حضرت ﷺ کا سر و ریش مبارک گرد آلود ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ ﷺ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت گیا تھا اپنے فرزند حسین علیہ السلام کی مقتل گاہ پر یعنی ابھی کربلا سے آتا ہوں۔

حدیث:

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ بَقْرَةَ الْاَزْدِيَّةِ قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ دَمًا

روایت کی بیہقی اور ابونعیم نے بقرازدیہ سے کہ جب شہید ہوئے حضرت حسین علیہ السلام، برسا آسمان سے خون۔

حدیث:

وَاَخْرَجَ الْبَیْہقِیُّ عَنْ اُمِّ حُبَّانَ قَالَتْ یَوْمَ قُتِلَ الْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَظْلَمَتْ عَلَیْنَا ثَلٰثًا لَمَّا یُقْلَبُ حَجَرُ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَوُجِدَ تَحْتَہٗ دَمٌ عَبِطٌ	یعنی روایت کی بیہقی نے ام حبان سے کہ جس دن شہید ہوئے حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہم پر تین دن۔ جب پتھر بیت المقدس کا اٹھایا تو نکلا اس کے نیچے سے خون تازہ۔

روایت

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نَعِیْمٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْجَانَّ تَنُوْعُ عَلٰی	روایت کی ابونعیم نے، حبیب بن ثابت سے۔ اس نے کہا کہ سنا میں نے، جنوں کو روتے تھے مصیبت حسین علیہ السلام پر۔

غرض جس مصیبت وغم میں تمام فرشتے جن وحیوان اور درخت و پتھر وآسمان بجائے آنسوؤں کے خون روئے اور جس غم والم میں رسول مقبول ﷺ بھی سر کھلے خاک آلود ہوئے۔ پھر صد حیف اس انسان پر جو اس وقت مصیبت وغم سے روگردان ہے۔ لیکن اس مصیبت کا سننا بھی ثواب ہے اور صحیح واقعہ معتبر کتابوں میں درج ہے۔

ردِّ روافض

اور جھوٹے مرثیات و روایات کا سننا ثواب تو کیا عاقبت خراب ہے کیونکہ جو اہل بیت کرام علیہم السلام نے کام نہیں کیا اور نہیں کیا وہ تو ناحق ان کے ذمہ تہمت اور بہتان لگایا ہے کہ جس سے تو اپنا ایمان گنوانا ہے اور ثواب بھی وہ مستحب ہے کہ جس میں کوئی فرض خدا وسنت مصطفےٰ ترک و قضا نہ ہو ورنہ ثواب کیا الٹا عذاب ہے۔

اور جو شاید حدیث میں ہے کہ عشرہ محرم کو غسل کرنا و نور پوشاک بدلنا اور سرمہ وغیرہ لگانا ثواب ہے۔ سو اس میں شرط ہے اگر ثواب کی خاطر اس حدیث کا ارتکاب کرے تو خطا نہیں۔ ورنہ اس ماتم کے مقابل تو ناروا بلکہ خطا ہے کیونکہ اول تو اس حدیث کی صحت میں شک ہے۔ دوم ایک حدیث قولی اور ایک فعلی ہے۔ سو اکثر علماء کے نزدیک قولی سے فعلی مقدم تر و معتبر ہے۔ سو فعلی احادیث متذکرہ بالا سے ثابت

ہے کہ عشرہ کے دن تو خود سرور کونین ﷺ اپنے فرزند حسین علیہ السلام کی شہادت پر اس قدر روئے کہ سر کھلے خاک آلود ہوئے۔ سو کجا حال ملول سے غم والم میں رونا اور کجا عیش و عشرت میں وغیرہ لگانا فرض آیات کی طرح یہ احادیث ناسخ و منسوخ ہیں۔ مگر جس کو شک ہو کہ یہ احادیث عالم خواب کی ہیں۔ سو صحیح بخاری و مسلم میں بہت حدیثیں ہیں جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ہے اس نے صحیح سچ دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت کا نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے ان چہار ارکان بیان شدہ کے باقی محبت ۔۔۔۔تباہی خاص بدعت و گمراہی ہے۔

ردِّ خوارج

اور بعضے اہل بیت علیہم السلام کی محبت و فرمانبرداری کو بھی شرک کہتے ہیں۔ تو اس میں بھی خود عقل کا فتور اور فہم کا قصور ہے۔ کیونکہ وسیلہ وراہنما کے سوا تو کوئی واصل خدا نہیں ہوا۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب و پیغمبر ﷺ اور امام الاولیاء کو وسیلہ فرمایا ہے اور حضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ میں خدا کی راہ پر دو نشانیاں عمدہ اپنی امت میں چھوڑ چلا ہوں۔ ایک خدا کا کلام ۔ دوسرا اپنی اہل بیت علیہم السلام یعنی جو ان کے ہر فعل و فرمان کی متابعت و پیروی کرے گا۔ وہی نجات پائے گا تو خود اہل بیت کا قول و فعل تو صرف خدا کی محبت و عبادت تھی، دیکھو انہوں نے عبادت کا کام بھی ایسا اختتام کیا کہ آخر سجدہ میں سر دیا۔ پھر فرمایا کہ الٰہی تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہوا اور اسی طرح مخلوق کو بھی ہمیشہ احکام الٰہی سناتے۔ اور منبروں پر یہی وعظ و نصیحت فرماتے تھے نہ کہ معاذ اللہ لعن و تبرا وغیرہ کرتے تھے۔

پس جو ان کے قول و فعل کا پیرو ہے وہ ان کا دوست ہے پھر ان کا دوست خدا کا دوست ہے اور ان کے قول و فعل کے برعکس اپنی خواہش نفسی کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں تو وہ جھوٹے ان کی محبت سے جدا، محض بدعت و شرک میں مبتلا ہیں۔

حقیقی محبت اہل بیت

غرض اہل بیت کی محبت اس واسطے فرض ہے کہ اس خاندان کو اپنا راہنما جان۔ ان کے ہر فعل و فرمان پر عامل ہو کر محبت الٰہی میں کامل ہو۔ یہ نہیں کہ احکام خدا کا بے فرمان ہو۔ اور اہل بیت کے قول و فعل سے روگردان ہو۔ محض مرثیہ و تبرہ اصول دین جان کر واہی تباہی بکنے سے آپ کو مومن و محب اہل بیت علیہم السلام کہلائے پس اگر انصاف ہے تو یہ محبت محض اہل بیت کے برخلاف ہے۔

لیکن دوستی اہل بیت علیہم السلام سے یہ مراد ہے کہ ان کے ہر اعمال کی استعمال سے محبت الٰہی کمال ہو۔ اس واسطے محبت اہل بیت علیہم السلام کی شرط ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت مشروط ہے۔ اگر بندہ شرط کا مرتکب ہوا۔ اور مشروط کے حقوق ادا نہ کرے، تو وہ مشرک ہے اور اگر شرط کو ترک کر کے مشروط پر عامل ہو۔ تو وہ بھی کامل نہ ہوگا چنانچہ وضو شرط ہے اور نماز مشروط ہے۔ اگر وضو کرے اور نماز نہ پڑھے تو وہ ظاہر مشرک ہے گویا وضو ریا کا کیا نہ کہ خدا کا اور اگر بغیر وضو نماز پڑھے تو وہ مجہول ہے۔ مقبول نہیں۔ لیکن وہ بندہ عامل و کامل ہے جو ہر دو شرط و مشروط میں شامل ہے۔ رباعی

محبت فرض جانو پنجتنؑ کی کہ ہے یہ دافع رنج و محن کی
مگر یہ دوستی بھی تب روا ہے جب اس میں ہو محبت ذوالمنن کی

رباعی

خالق کا جمال خلق کا پیارا چمکا
چمکا وہ غریبوں کا سہارا چمکا
ڈالے ہوئے اک میم کی نازک سی نقاب
کونین کی قسمت کا ستارا چمکا

(فیروز نظامی لکھنو)

نواسہ رسول علیہ السلام کی محبت وعقیدت

حضرت علامہ خواجہ محمد سلیمان قمر قادری ☆

قوت سلطان و میر از لا الہ ہیبت مرد فقیر از لا الہ
فقر گریاں گرمیٔ بدر و حنین فقر عریاں بانگ تکبیر حسین

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

میں کیا! میری اوقات اور بساط کیا! کہ میں اپنی طرف سے اس شہزادۂ سادات پیکر اخلاق، نشانِ ہدایت، سید اہل جنت، سردارِ کربلا، دلبند مرتضیٰ، جگر گوشۂ سیدہ بتول، راحت قلب رسول ﷺ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ اقدس و مقدس، مطہر، منور، معطر میں چند الفاظ زیر قلم لا سکوں۔

خود سرکارِ دو عالم نورِ مجسم، شفیع محتشم، احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں اپنی شفاعت کا وسیلہ تلاش کرتے ہوئے امام عالی مقام علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ سگانِ رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہو جائے۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر توشۂ آخرت اور کوئی چیز بھی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ اور آلِ رسول ﷺ کے ساتھ محبت ہی درحقیقت آخرت میں بخشش کی ضمانت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ
جَدًّا وَجَدَّۃً؛ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ
عَمًّا وَعَمَّۃً؛ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ
خَالًا وَخَالَۃً؛ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دو جو (اپنے) نانا، نانی کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہے

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف (جھنگ) 0300-6033355

اَبًا وَّاُمًّا؛ هُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ جَدُّ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَجُدَّتُهُمَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلَدٍ مهما
فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَبُوْهُمَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ،
وَعَمَّتُهُمَا اُمُّ هَانِيْ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ
وَخَالُهُمَا الْقَاسِمُ بِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَالَاتُهُمَا زَيْنَبُ
وَرَقَيَّهُ وَاُمُّ كَلْثُوْمَ بِنَا رَسُوْلُ اللهِ
جَدُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَعَمَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ
وَخَالَاتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ

(طبرانی)

کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں کای میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو اپنے ماں اور باپ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں۔ وہ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں ان کے نانا رسول اللہ ﷺ، ان کی نانی خدیجہ خویلد رضی اللہ عنہا، ان کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ ان کے والد علی بن ابی طالب، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور اُم کلثوم ہیں۔ ان کے نانا ، والد، والدہ، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ (سب) جنت میں ہونگے اور وہ دونوں (حسنین کریمین علیہما السلام) بھی جنت میں ہونگے۔

اندازہ فرمایئے! جس ہستی کے حسب و نسب کا یہ مقام ہو اس جیسی کائنات میں کوئی دوسری ہستی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور پھر ان کی موت عین ایمان ہے۔ انہیں سے دینِ محمدی ﷺ کا چراغ روشن ہے۔

خود سرکار اور قرارِ تاجدار مدینہ بسرورِ قلب وسینہ سید دو عالم ﷺ نے اپنی محبت کا اظہار اس طرح حسنین کریمین علیہما السلام سے فرمایا کہ کائنات ارض وسماوی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

آیئے چند احادیث اس ضمن میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سیدنا مولائے کائنات ، مولد کے جن و انس سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَخَذَ بِيَدِ حَسَنَ وَّحُسَيْنَ فَقَالَ مَنْ
اَحَبَّنِيْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا
كَانَ مُعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(ترمذی)

مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے والد اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی ٹھکانے پر ہوگا۔

ذرا سوچیئے! جناب محترم کون سا ایسا عمل ہے رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ کی محبت کے سوا۔ جن کے بارے میں رسولِ خدا ﷺ نے سرٹیفکیٹ دیا ہو۔ تو وہ قیامت کے دن کسی شخص کو اس مقام تک پہنچا سکے گا۔

پھر آقائے دوجہاں ﷺ اس انداز سے محبت فرمائیں حسنین کریمین علیہما السلام سے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعَةٍ وَعَلٰى ظَهْرِهٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يَقُوْلُ نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكُمَا وَنِعْمَ الْعِدْلَانِ اَنْتُمَا

(طبرانی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ چار ٹانگوں (گھٹنوں اور دونوں ہاتھوں کے بل) پر چل رہے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر حسنین کریمین علیہما السلام سوار تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے تمہارا اونٹ کیا خوب ہے؟ اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو؟

پھر توجہ فرمایئے! قارئین کرام! آپ نے یہ ناز اور لاڈ کسی کا نہیں دیکھا ہوگا۔ دُنیا میں اولاد کو والدین کے کندھوں پر سواری کرتے دیکھا ہوگا۔ مگر اس انداز سے سواری کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا اور پھر سواری بھی رسول خدا ﷺ خود ہوں۔ اور اس انداز سے حسنین کریمین علیہما السلام کو سواری کرائیں۔ ظاہر ہے جب رسولِ خدا ﷺ جیسی کائنات میں کوئی ہستی نہیں ہوسکتی۔ کوئی شخص ان کے نعلین سے لمس ہونے والی خاک کے برابر نہیں ہوسکتا تو پھر حسنین کریمین علیہما السلام جن سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس انداز سے محبت فرمائیں! ان جیسا کوئی کیسے ہوسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَبَاعَدَهُمَا النَّاسُ وَقَالَ النَّبِيُّ دَعَوْهُمَا بِاَبِيْ وَاُمِّيْ

(المعجم الکبیر)

حضور نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے تو حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو منع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ ان پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوں اور آقا

کریم ﷺ کی بارگاہ میں کوئی عرض کرنا چاہیں تو کلام یہاں سے شروع کریں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں اور خود آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسنین کریمین علیہما السلام سے محبت کا یہ عالم ہو کہ وہ حسنین کریمین علیہما السلام سے فرمائیں تم پر میرے (محمد ﷺ) کے ماں باپ قربان ہوں۔ اس سے مبرا محبت کی شان نہیں دی جاسکتی کہ جن کے لئے ہر کائنات ہست خود تخلیق کی گئی۔ ان کا حسنین کریمین علیہما السلام کے ساتھ محبت کا یہ انداز ہو۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا جس سے تم لڑو گے میری بھی اس سے لڑائی ہوگی اور جس سے تم صلح کرو گے اس سے میری بھی صلح ہوگی۔

اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا۔

ان دو حدیثوں کی روشنی میں دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ یا کربلا کا میدان جس جس شخص نے میرے آقا حسین علیہ السلام سے لڑائی کی۔ یا لشکر بھیجے لڑائی کے لئے۔ ان کی جنگ اس حدیثوں کی روشنی میں کیا امام عالی مقام کے ساتھ ہے۔ نہیں نہیں حقیقت میں ان کی جنگ سرکار عالم نور مجسم ﷺ کے ساتھ ہے اور جس کی لڑائی اور جنگ سرکار ابد قرار ﷺ کے ساتھ ہو اس کے سینے میں ایمان کہاں رہ سکتا

ہے اور وہ جنت کا حقدار کیسے ہو سکتا ہے۔

لہٰذا یزید کے حواری ذرا ہوش کے ناخن لیں۔ اول رسول اللہ ﷺ کا مقدس خون بہانے والا مومن اور جنتی کہاں ہو سکتا ہے؟

وہ لاکھ عبادتیں اور ریاضتیں کرے پھر بھی جنت کا حقدار نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَابَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّيْ سَأَلْتُ اللهَ لَكُمْ ثَلَاثًا اَنْ يُّثَبِّتَ قَائِمَكُمْ وَاَنْ يَّهْدِيَ ضَالَّكُمْ ، وَاَنْ يُّعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ ، وَسَأَلْتُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَكُمْ جُوْدَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰى وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ النَّارَ

(المستدرک الحاکم. المعجم الکبیر)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ تمہارے قیام کرنے والے کو ثابت رکھے۔ دوسری یہ کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے۔ اور تیسری یہ کہ وہ تمہارے جاہل کو علم عطا کرے۔ اور میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگتا ہے کہ وہ تمہیں سخاوت کرنے والا، دوسروں کی مدد کرنے والا اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے۔ پس اگر کوئی مومن کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ سے ملے درانحالیکہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ دوزخ اب دیکھیے! اگر کوئی شخص صحن کعبہ میں کھڑا ہو اور پھر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو۔ پھر قطار میں حالت نماز میں ہو۔ اور روزہ دار بھی ہو اب سوچیں

عبادت کے لئے ساری روئے زمین سے بہتر اجر و ثواب والی جگہ صحن کعبہ ہے پھر پورے صحن کعبہ سے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان والی جگہ بہتر پھر نماز کی حالت اور روزہ دار بھی ہو اس سے زیادہ عبادت کا تصور آپ کیا کر سکتے ہیں مگر اس سب کے باوجود اگر دل میں اہل بیت کا بغض ہو تو جہنمی ہے۔

اسی ضمن میں ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ . اَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُوْدِ يًّا فَقُلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى قَالَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ اَيُّهَا النَّاسُ اِحْتَجَرَ بِذٰلِكَ مِنْ سَفْكِ دَمِهٖ وَاَنْ يُّؤَدِّيَ الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ مُثِّلَ لِيْ اُمَّتِيْ فِي الْبَطْنِ فَمَرَّبِيْ اَصْحَابُ الرَّايَاتِ فَاسْتَغْفَرْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَشِيْعَتِهٖ

(المعجم الاوسط)

ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے۔ پس میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ نماز اور روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔ اے لوگو! ایسا لبادہ اوڑھ کر اس نے اپنے آپ کو خود خون کے مباح ہونے سے بچایا اور یہ کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ

دیں۔ درانحالیکہ وہ گھٹیا اور کمینے ہوں۔ پس میری امت مجھے میری ماں کے پیٹ میں دکھائی گئی۔ پس میرے پاس سے جھنڈوں والے گزرے۔ تو میں نے علی علیہ السلام اور اس کے مددگاروں کے لئے مغفرت طلب کی۔

ذرا دیکھیے! خود رسول معظم ﷺ فرما رہے ہیں کہ جس شخص کے دل میں اہل بیت کا بغض ہو تو بے شک روزہ دار اور نمازی ہو اور خود کو مسلمان تصور کرے۔ مگر بغض اہل بیت کی وجہ سے اس کا حشر قیامت کے دن مسلمانوں کے ساتھ نہیں بلکہ یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔ اہل بیت سے بغض رکھنے والے شخص کے سینے میں ایمان نہیں رہ سکتا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ خُدَيْجٍ! يَامُعَاوِيَةَ بْنِ خُدَيْجٍ. اِيَّاكَ وَبُغْضَنَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُنَا اَحَدٌ وَلَا يَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا ذِيْدَ عَنِ الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسِيَاطٍ مِنْ نَارٍ

(المعجم الاوسط۔ مجمع الزوائد)

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے فرمایا۔ اے معاویہ بن خدیج! ہم (اہل بیت) کے بغض سے بچو۔ کیونکہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم (اہل بیت) سے کوئی بغض نہیں رکھتا اور کوئی حسد نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ قیامت کے دن اسے آگ کے چابکوں سے حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔ یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے جو سیدنا امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اہل بیت سے بغض و حسد رکھنے والا قیامت کے دن حوضِ کوثر سے سیراب

ہونے سے محروم رہے گا۔ کیا حشر ہوگا ایسے شخص کا جسے آگ کے چابکوں سے مار مار کر حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔ اہل بیت علیہم السلام سے بغض و حسد رکھنے کے سبب۔

یہ سزا تو صرف اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنے کی ہے کہ وہ دوزخی ہے جہنمی ہے اگر چہ وہ صحن کعبہ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو روزے اور نماز کی حالت میں اور اس کا حشر قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔ اگر وہ بظاہر مسلمانہ و اور روزہ اور نماز کا پابند ہوں اور قیامت کے دن اسے حوضِ کوثر سے سیراب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ تو جنہوں نے کربلا میں تین دن معصوم بچوں کو بھوکا اور پیاسا رکھا۔ پھر ظلم وستم سے شہید کیا اور جس نے یہ سارا اپنی حکومت بچانے کے لئے کروایا۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ خدا کا غضب ہو ایسے ملاؤں پر جو ابھی بھی دشمن حسین علیہ السلام کو مومن اور جنتی تصور کرتے ہیں۔

کچھ تو خونِ رسولِ ہاشمی ﷺ کی پاسداری بھی ہونی چاہیئے۔

حضرت ابن ابی نعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَسَاَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ. قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهُ بِقَتْلِ الذُّبَابِ. فَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا (بخاری)

حضرت ابن ابن نعم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کسی نے ان سے حالت احرام کے بارے میں دریافت کیا۔ شعبہ فرماتے ہیں میرے خیال میں احرام باندھنے والے کا مکھی کے بارے میں پوچھا ہوگا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اہل عراق مکھی مارنے کا حکم پوچھتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے نواسے (امام حسین علیہ السلام) کو شہید

کر دیا تھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دونوں (حسن اور حسین علیہما السلام) ہی ہمارے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ نَعْمٍ : اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ ؛ فَقَالَ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا يَسْاَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوْا بْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا

(ترمذی و نسائی)

حضرت عبدالرحمان بن ابی نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو دیکھو مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا اور میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا۔ حسن اور حسین علیہما السلام ہی تو میرے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں۔

بغض حسین علیہ السلام رکھنے والے کا دین متین کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

حضرت یزید بن ابوزیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَمَرَّ عَلٰى فَاطِمَةَ فَسَمِعَ حُسَيْنًا يَبْكِيْ ، فَقَالَ :اَلَمْ تَعْلَمِيْ اَنَّ بُكَاءَهُ يُؤْذِيْنِيْ

(المعجم الکبیر)

حضرت یزید بن ابوزیاد سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرے تو حضرت حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

یاد رکھئے! رسولِ خدا ﷺ اور آلِ رسول ﷺ کی محبت کے بغیر قیامت کے

دن کوئی چھٹکارا نہیں پا سکے گا۔ خود مولائے کائنات علیہ السلام سے روایت ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اَنَا وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُحِبُّوْنَا ؛ قَالَ مِنْ وَّرَائِكُمْ

(المستدرك للحاكمی)

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے میں میں (علی علیہ السلام) فاطمہ، حسن اور حسین (علیہما السلام) ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہونگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پیچھے پیچھے۔

ایک دوسری حدیث پاک جو مولائے کائنات علیہ السلام سے مروی ہے:

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَنَا وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ مُجْتَمِعُوْنَ وَمَنْ اَحَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاْكُلُ وَنَشْرَبُ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ الْعِبَادِ

(المعجم الکبیر)

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں، فاطمہ، حسن اور حسین اور جو ہم سے محبت کرتے ہیں قیامت کے دن ایک ہی مقام پر جمع ہونگے اور ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا۔ تاآنکہ لوگ (حساب و کتاب) کے بعد جدا جدا کر دیئے جائیں گے۔

تو اہل بیت کرام علیہم السلام سے محبت کرنے والے قیامت کے دن بھی انہیں کے ساتھ ہونگے۔ جب قیامت کا دن ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ لوگ پریشان و مضطرب ہونگے۔ حساب و کتاب ہو رہا ہوگا۔ اس دن رسولِ خدا ﷺ کی آل پاک سے محبت کرنے والے خوش و خرم ہونگے۔ لوگ حساب و کتاب میں مصروف ہونگے۔ پریشان حال ہونگے۔ اور میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل بیت سے محبت کرنے والوں کی تواضع کی جارہی ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ اور آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک سے محبت کرنے والوں کو یہ جزا دے گا۔ اللہ پاک ہم سب کو آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کی آلِ پاک کی محبت و عقیدت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

معرکۂ کربلا

آصف محمود خان

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ نعش جگر گوشۂ بتول

اے فرات! تیرے کناروں پر جگر گوشۂ بتول نورِ دیدہ علی مرتضیٰ، سوار دوشِ رسول سردار جوانانِ جنت امام حسین علیہ السلام اپنے بہتر رفقاء کے ہمراہ ملوکیت کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگیا۔

اس کے ساتھیوں کے اعضا ایک ایک کر کے کاٹے گئے۔ اس کے جوان بیٹوں، بھتیجوں اور بھائیوں کو اس کی نظروں کے سامنے شہید کر دیا گیا۔ اور شیر خوار معصوم بچے علی اصغر کے حلقوم کو تیروں سے چھید دیا گیا۔ لیکن سبط رسول کے پائے عزم و استقلال میں معمولی سی لغزش نہ آئی۔ شجاعت و ایثار کا یہ پیکر کوہ گراں کی طرح طاغوتیوں اور یزیدیوں کے مقابلہ میں ڈٹا رہا۔ اس نے علمِ اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

اے خاکِ نینوا! تیرے ذرے اس حسین کے خون سے سیراب ہوئے جس حسین کی دینداری، بزرگی، شجاعت و ریاضت، غلامان سرورِ کونین ﷺ کے لئے مشعل راہ ہدایت رہی۔ جس حسین علیہ السلام نے محض اسلام کی برتری و عظمت اور اسلام کے زریں و غیر فانی تعلیمات واصولات کو زندہ رکھنے کے لئے نہ صرف اپنی بلکہ اپنے بہتر ساتھیوں کی جانیں نچھاور کر دیں۔ ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن فسق و فجور، ظلم واستبداد، ملوکیت وطاغونیت کے سامنے سر نہ جھکایا۔ ظلم کی بیعت نہ کی، ملوکیت کی اطاعت قبول نہ کی۔ وہ ایک اُصول کی خاطر بھوکا پیاسا ہزاروں کے لشکر سے ٹکرا گیا۔ اس نے تلواروں کی جھنکاروں، نیزوں کے حملوں اور تیروں کی بارش

کے درمیان للکار کر کہا۔

"پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں، دریاؤں کے رُخ بدل سکتے ہیں۔ گردشِ چرخ میں فرق آ سکتا ہے۔ شمس و قمر طلوع و غروب کے مقامات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ لیکن قرآن کی تعلیمات اسلام کے اصول اور نبی ﷺ کے ارشادات میں سرمو تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ انہیں بدلا نہیں جا سکتا۔ ان میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اسلام جمہور کا مذہب ہے اور دین فطرت ہے۔ اسلام نسل و رنگ کی قدغنوں اور بندھنوں سے آزاد ہے۔ اسلام اجازت دیتا ہے ایک حبشی کو اگر وہ نیک نہاد ہے۔ نیک اعمال ہے صاحب صوم وصلوٰۃ ہے۔ پابند شریعت حق ہے۔ اور تابع ارشادات نبوی ﷺ ہے۔ تو وہ مسلمانوں کی رائے عامہ سے مسلمانوں کا خلیفہ بن سکتا ہے۔ اسلام نے قیصروں اور کسراؤں کی مخالفت کی ہے۔ اسلام نے دنیا سے طاغوتیت اور ملوکیت کی بنیادوں کو بیخ دہن سے اکھاڑ پھینکا ہے اس کے کھنڈروں پر جمہوریت کا قصر تعمیر کیا ہے۔ اسلام نے خلافت کو جدی میراث قرار نہیں دیا اور جو لوگ خلافت کو جدی میراث بنا کر اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اسلام کے اصولوں کے باغی ہیں۔ ایسے باغیوں کے سامنے سبطِ رسول گردن جھکا دے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔"

کون نہیں جانتا کہ کرب وبلا کی تانبے کی طرح تپتی ہوئی ریت پر جوانانِ اہل بیت کی تڑپتی ہوئی لاشیں، خیموں سے العطش العطش کی بلند ہوتی ہوئی دل دوز اور فلک کو ہلا دینے والی صدائیں، معصوم اصغر کی باپ کے بازوؤں میں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتی اور پھڑ پھڑاتی ہوئی لاش اور نرم ونازک حلق سے خون کا بہتا ہوا دھارا۔ حسین علیہ السلام کے پائے اثبات اور عزم و استقلال کو ڈگمگا نہ سکا۔ تیروں کی بارش ہوتی رہی۔ نیزے، بھالے اور تلواریں چرکے پر چرکا دیتی رہیں۔ لیکن حسین موت کو دیکھ کر مسکراتے رہے اور گم کردہ راہ یزیدیوں کو حق کی طرف بلاتے رہے اور یزیدی لشکر کی طرف سے حملے ہوتے رہے اور یزید کی بیعت کرنے کا مطالبہ جاری رہا۔ لیکن حسین چٹان

کی طرح اپنے فیصلہ پر ڈٹے رہے انہوں نے نہایت واضح اور واشگاف الفاظ میں بتا دیا کہ:

"حسین علیہ السلام کا سارا کنبہ کٹ جائے اور اس کے اعضائے جسمانی کو ایک ایک کر کے جدا کر دیا جائے لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ حسین علیہ السلام یزید کے ہاتھوں پر بیعت کر کے دنیا میں فسق و فجور کی حکومت قائم کرنے میں مددگار بنے۔ حسین زندہ رہے یا شہید ہو جائے لیکن فسق وفجور، ظلم و استبداد اور ملوکیت و طاغوتیت کے سامنے جھک جائے اس کی بیعت کر لے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا نخل اسلام کو اہل بیت اپنے خون سے سینچیں گے لیکن اسے خشک نہیں ہونے دیں گے۔"

حسین شہید ہو گئے۔ سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ شہداء کی لاشوں کو روندا گیا۔ اہل بیت کے خیموں کو لوٹا گیا۔ عابد بیمار کو پابجولاں کر لیا گیا۔ خیموں کو نذر آتش کیا گیا۔ حرم اہل بیت کی چادریں چھین لی گئیں اور ان بیبیوں کو جن کی شکل و صورت کبھی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھی تھی۔ ان کو بے نقاب کوفہ اور دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا۔ کوفہ کے ان ہزاروں باشندوں نے جنہوں نے حسین علیہ السلام کو خط لکھ کر بلایا اور بعد میں فریب کیا۔ دھوکا دیا اور راہِ فرار اختیار کی۔ انہوں نے حسین علیہ السلام کی شہادت پر جشن منایا۔ انہوں نے زر و دولت اور جاہ و چشم کے سامنے سر جھکا دے اور محض وقتی عیش و عشرت اور اعزاز کی خاطر امامِ وقت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہ لوگ مٹ گئے ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ تیرہ سو سال سے ان پر آسمان کے ستارے زمین کے ذرے اور اربوں انسان لعنتیں بھیج رہے ہیں لیکن امام حسین علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں اور ان کا نام قیامت تک زندہ رہے گا اور زندہ ہے۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

فضائل حسنین فی زبان رسول الثقلین

علامہ سید حماد علی شاہ

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیراً

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے رجس (ناپاکی) دور کرے اہل بیت رسول اور تمہیں پاک کرے، خوب پاک۔"

اکثر مفسرین کی رائے میں یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سیدۃ النساء، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضور انور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل فرمائی اور یہ قول ابن عباس کی طرف منسوب ہے۔ (نعیم الدین مراد آبادی)

احادیث پر نظر ڈالی جائے تو مفسرین کی دونوں جماعتوں کو ان سے تائید پہنچتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع فاطمة وحسنا وحسینا ثم ادخلهم تحت ثوبه ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی

"ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر ان کو اپنی چادر میں لے لیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

(طبرانی، المعجم الکبیر ۳، ۵۳، ۲۶۶۳)

اختصار کے پیش نظر ہم طرف اہل بیت نبوت سے سید الشہداء، امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔

سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۶ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی حضور پر نور ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام حسین اور شبیر رکھا۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مجھے نبی اکرم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کا نام حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) رکھے۔"

(احمد بن حنبل، المسند ۱:۱۵۹، ابن عساکر ۷:۱۱۶)

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ان دونوں یعنی حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کے نام ہارون (علیہ السلام) کے بیٹوں شبر اور شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔" (طبرانی المعجم الکبیر، ۳:۶۳، رقم ۶۱۶۸)

آپ امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب سبط رسول اللہ اور ریحانۃ الرسول ہے حضور نبی اکرم ﷺ کو آپ سے کمال محبت تھی۔ غور طلب امر یہ ہے کہ وہ ذات کتنی بلند ہوگی جس کے نام رکھنے میں رب خود دلچسپی لے رہا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کو امام حسین کا نام تبدیل کرنے کا حکم دیا اور محبوب کے ذریعہ محبوب کے نواسوں کے وہ نام رکھوائے جو اس سے پہلے کسی نے نہ رکھے۔ "مفضل سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے ناموں کو حجاب میں رکھا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹوں کا نام حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) رکھا۔"

"عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں سے دو نام ہیں جو کہ دور جاہلیت میں پہلے کبھی نہیں رکھے گئے۔"

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

آپ ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرما کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو دنیا کے سامنے ظاہر کر دیا۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

ھذا ان ابنای "یہ میرے بیٹے ہیں۔"

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

"سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا علی ان کو ساتھ لے گئے ہیں نبی کریم ﷺ ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے پایا اور ان کے سامنے کچھ بچی ہوئی کھجوریں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا: "اے علی خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا۔" (حاکم المستدرک)

حسین علیہ السلام کے باپ اور ولی خود نبی ﷺ

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی باپ کی طرف نسبت ہوتی ہے ماسوائے اولادِ فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

(احمد بن حنبل، فضائل صحابہ ۲:۶۲۶)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کے بیٹوں کا آبائی خاندان ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں سوائے فاطمہ کے بیٹوں کے پس میں ہی ان کا ولی ہوں اور میں ہی ان کا نسب ہوں۔"

(حاکم، المستدرک)

حسین وحسن (رضی اللہ عنہما) پھول

"ابن ابو نعم فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حالت احرام کے متعلق دریافت کیا۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں (محرم کے) مکھی مارنے کے بارے میں پوچھا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اہل عراق مکھی

مارنے کا حکم پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے نواسے (حسین علیہ السلام) کو شہید کر دیا اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: وہ دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) ہی تو میرے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں۔" (بخاری کتاب فضائل صحابہ)

"حضرت عبدالرحمن بن ابی نعم سے روایت ہے کہ ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی طرف دیکھو مچھر کے خون کا مسلہ پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بیٹے (حسن علیہ السلام) کو شہید کیا ہے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا حسن اور حسین ہی تو میرے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں۔"

(ترمذی، ابواب المناقب، بخاری کتاب الادب)

اسی لئے امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی　　زہرا ہیں کلی جس میں حسین وحسن پھول

حقیقتاً اس حسین پاک علیہ السلام کی عظمت کا کیا کہنا جن کو خود نبی کریم ﷺ اپنا پھول کہیں ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں: "میرے گلشن دنیا کے یہی تو وہ پھول ہیں جن کی مہک کو سونگھتا رہتا ہوں۔"

شبیہ مصطفیٰ ﷺ

تمثیل نے اس نور کے دو حصے کئے آدھے سے بنے حسن رضی اللہ عنہ آدھے سے حسین رضی اللہ عنہ۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک رسول اللہ ﷺ کی کامل شبیہ ہے اور حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے قدموں تک حضور ﷺ کی کامل شبیہ ہے۔" (ترمذی ابواب المناقب)

سوال

اس میں کیا حکمت تھی کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی آدھی شبیہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور آدھی امام حسین رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ (اس کی حکمت ہم آگے ذکر کریں گے)۔

وارثانِ مصطفیٰ ﷺ

"حضرت زینب بنت ابی رافع سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے مرض الوصال کے دوران اپنے دونوں بیٹوں کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لائیں اور عرض کیا یہ آپ کے بیٹے ہیں انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا، حسن (رضی اللہ عنہ) کے لیے میری ہیبت وسرداری کی وراثت ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) کے لیے میری جرأت وسخاوت کی وراثت۔" (تہذیب التہذیب)

ایک حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے اس بڑے بیٹے (حسن) کو ہیبت وبردباری عطا کی اور چھوٹے بیٹے (حسین) کو محبت اور رضا عطا کی۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا: "حسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے میری ثابت قدمی اور سرداری کی وراثت ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) کے لئے میری طاقت وسخاوت کی وراثت۔"

مصطفیٰ کریم ﷺ نے امام حسین علیہ السلام کو جو طاقت، سخاوت اور رضا عطا کی اس کا کمال ظہور دنیا نے میدان کربلا میں دیکھا جب امام حسین علیہ السلام نے سخاوت کی انتہا کرتے ہوئے اپنے خاندان کی ایک ایک کلی کو راہ خدا میں لٹا دیا زہرہ علیہا السلام کے گلشن اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے تمام پھولوں اور شگوفوں کو راہ خدا میں کٹا کر حضور نبی کریم ﷺ کی سخاوت کے وراثت ہونے کا حق ادا کر دیا اور رضا کے وارث ہونے کا یہ مظاہرہ کیا کہ خاندان رسالت کی کلیاں، بھائی بھتیجے، بھانجے، بیٹے، دوست، یار سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے شہید کروا لیے لیکن زبان پر شکوہ تک نہ آیا ایک مرتبہ ہائے ہائے واویلہ نہ کیا بلکہ یہی سبق دیا کہ اگر اللہ حسین رضی اللہ عنہ کے نور ہائے نظر لے کر راضی تو پھر حسین رضی اللہ عنہ بھی مصطفےٰ کریم ﷺ کی رضا کے وارث ہونے کی حیثیت سے کچھ دے کر راضی ہے۔

سیّد الشباب اھل الجنۃ

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔"

(ترمذی، ابواب المناقب، نسائی، حاکم المستدرک)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تمام جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔" (طبرانی، المعجم الکبیر)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین تمام جوانان جنت کے سردار ہیں۔" (طبرانی، المعجم الکبیر)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔"

(ابن ماجہ ماب فضائل اصحاب رسول ﷺ) (حاکم المستدرک)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسمان کے ایک فرشتے نے (اس سے پہلے) میری زیارت کبھی نہیں کی تھی اس نے میری زیارت کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔" (طبرانی، المعجم الکبیر)

حسنین رضی اللہ عنہ کی محبت لازم ہے

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی ، اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔" (نسائی، فضال الصحابہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس پر ان دونوں سے محبت کرنا واجب ہے۔" (مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

امام حسن اور امام حسین کی محبت

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی۔"

(ابن ماجہ باب فی فضائل اصحاب رسول ﷺ) (احمد بن حنبل المسند)

حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) سے محبت جنت کی ضمانت

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے اللہ سے محبت کی اس نے اسے جنت میں داخل کردیا۔" (حاکم المستدرک)

حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرنے والا قیامت میں میرے ساتھ ہوگا

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے والد سے اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی ٹھکانہ پر ہوگا۔" (ترمذی سند احمد)

اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر

"حضرت براء بن غازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کرفرمایا: اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔" (ترمذی) ترمذی نے اس حدیث کوحسن صحیح قرار دیا ہے۔

"حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔" (ترمذی)

جس نے حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(ابن ماجہ، نسائی، المسند احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔" (مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

حسنین سے بغض رکھنے والے کا ٹھکانہ جہنم

"سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہوگیا اور جو اللہ کے ہاں مبغوض ہوا، وہ اللہ کا غضب یافتہ ہوگیا تو اللہ اسے جہنم کے عذاب میں داخل کرے گا (جہاں) اس کے لئے ہمیشہ کا ٹھکانہ ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان جنگ فرمادیا

"حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جس سے تم لڑو گے میری بھی اس سے لڑائی ہوگی اور جس سے تم صلح کرو گے میری بھی اس سے صلح ہوگی۔"

(ترمذی، ابواب المناقب) (ابن ماجہ المستدرک)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم (تینوں) سے فرمایا جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کروں گا۔" (ابن حبان)

سرکار ﷺ جن کی خاطر اپنا منبر چھوڑ دیتے

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اتنے میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تشریف لائے انہوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھی اور وہ لڑکھڑاکے چل رہے تھے حضور نبی اکرم ﷺ (انہیں دیکھ کر) منبر سے نیچے تشریف لے آئے دونوں کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا اللہ

تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے۔ (بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں) میں نے ان بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اٹھالیا۔" (ترمذی ابواب المناقب، نسائی کتاب صلاۃ العیدین) (المسند احمد بن حنبل)

جن کی خاطر حضور ﷺ سجدوں کو لمبا کر دیتے

"عبداللہ بن شداد اپنے والد شداد بن معاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے حضور ﷺ نے تشریف لاکر انہیں زمین پر بٹھا دیا پھر نماز کے لئے تکبیر فرمائی اور نماز پڑھنا شروع کر دی نماز کے دوران حضور ﷺ نے طویل سجدہ کیا شداد نے کہا میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شہزادے سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہیں میں پھر سجدہ میں چلا گیا جب حضور ﷺ نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے نماز میں اتنا سجدہ طویل کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ کوئی امر الٰہی واقع ہوگیا ہے یا آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہ تھی، مگر یہ کہ مجھ پر میرا بیٹا سوار تھا اس لیے جلدی کرنا اچھا نہ لگا جب تک کہ اس کی خواہش پوری نہ ہو۔"

(نسائی، مسند احمد بن حنبل)

حضور ﷺ انہیں چومتے

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تھے ایک ایک کندھے پر سوار تھے اور دوسرا دوسرے کندھے پر سوار تھے آپ ﷺ دونوں کو باری باری چوم رہے تھے۔"

وہ وجود مقدسہ کتنی برکتوں کا مرکز اور کتنے ادب کے قابل ہوگا جہاں میرے مصطفےٰ ﷺ کے لب لگے ہوں گے جس جگہ ابراہیم علیہ السلام کے قدم لگیں وہ تو اس قابل ہے کہ:

واتخذوامن مقام ابراهیم مصلی — جس جگہ ابراہیم علیہ السلام کے قدم لگے اس کو مصلی بناؤ۔

تو وہ امام حسین علیہ السلام کے وجود کی عظمت کا کیا کہنا جن کو خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم نہیں بلکہ حبیب اللہ ﷺ کے لب لگے ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے لب کتنے مبارک ہوں گے جو سرکار دو عالم ﷺ ترم ونازک لبوں اور زبان مبارک کو چومتے تھے جتنے بابرکت یہ لب وجود امام حسین علیہ السلام ہے اتنا ہی بدنصیب، بد بخت اور ملعون وہ انسان ہوگا جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے والا، قتل کروانے والا اور اس گناہ عظیم میں کسی بھی طرح سے شریک رہنے والا اور آج یزید مردود کو جنتی ماننے والا ہے۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان

"سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کے پاس تھے ام ایمن آپ ﷺ کے پاس تھیں ام ایمن آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: حسن وحسین رضی اللہ عنہما گم ہوگئے ہیں راوی کہتے ہیں دن خوب نکلا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو، راوی کہتا ہے ہر ایک نے اپنا راستہ لیا اور میں حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑا، آپ ﷺ مسلسل چلتے رہے حتیٰ کہ پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے (دیکھا کہ) حسن وحسین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور ایک اژدھا اپنی دم پر کھڑا ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں آپ ﷺ اس کی طرف تیزی سے بڑھے اور وہ اژدھا حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر سکڑ گیا پھر کھسک کر پتھروں میں چھپ گیا پھر آپ ﷺ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف تشریف لائے اور دونوں کو الگ الگ کیا اور ان کے چہروں کو پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان تم اللہ کے ہاں کتنی عزت والے ہو۔" (طبرانی، المعجم الکبیر)

اس حدیث مبارکہ سے اندازہ کریں وہ حسین پاک رضی اللہ عنہ کتنی عظمت وبلندی کے مالک ہوں گے جن کے اوپر حضور کریم ﷺ اپنے والدین کو قربان فرمارہے ہیں۔

میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین کو محبوب رکھتا ہے اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے۔" (ترمذی ابواب المناقب)

ذرا سا غور کریں تو حدیث پاک کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے کہ:

حسین منی — حسین مجھ سے ہے۔

میں سرکار دوعالم ﷺ اس امر کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ حسن جو کچھ بھی ہیں ان کی خوبیاں، کمالات، حسن وجمال سب مجھ سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہم پہلے بتا چکے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سر سے پیر تک رسول اللہ ﷺ کی کامل شبیہ تھے اور حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے قدم تک رسول ﷺ کی کامل شبیہ تھے۔"

(ترمذی ابواب المناقب)

اور:

انا من الحسین — میں حسین سے ہوں۔

میں آپ ﷺ اس امر کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ میرے کمالات وفضائل کا ظہور ان سے ہوگا۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ پاک نے امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام دونوں میں سے ہر ایک کو رسول اللہ ﷺ کی پوری تصویر کیوں نہ بنایا بلکہ آدھی آدھی صورت "سر سے سینہ تک" امام حسن علیہ السلام کو عطا کی اور آدھی صورت "سینہ سے نیچے تک" امام حسین علیہ السلام کو عطا کی۔ دونوں ملتے تھے تو شبیہ مصطفیٰ ﷺ بن جاتی تھی اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو جملہ اوصاف وکمالات عطا فرمائے تھے اور ان میں سے ایک شہید بھی ہے لیکن بظاہر کسی میدان میں سرکار دو عالم ﷺ کو شہادت عطا نہیں کی وہ بھی اس لئے کہ اگر حضور ﷺ کسی میدان میں شہید کر دیے جاتے تو لوگ طعنے دیتے کہ یہ کیسا آخری نبی ہے جو میدان میں مارا گیا لیکن محبوب پاک ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری تو خود اللہ رب العزت نے لے رکھی ہے

"اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔" (المائدہ)

لیکن محبوب کریم ﷺ کو شہادت عطا بھی کرنی ہے کہ کہیں کوئی مرتبہ رہ نہ جائے جو نبی کریم ﷺ کو نہ ملا ہو خود سرکارِ دوعالم ﷺ دعا فرماتے ۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:"اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں ، پھر زندہ کیاجاؤں ، پھر مارا جاؤں ، پھر زندہ کیاجاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں ، پھر مارا جاؤں۔" (صحیح بخاری)

محبوب ﷺ کو مقام شہادرت عطا کرنے کے لئے اللہ کریم نے یہ رستے نکالے کہ محبوب کی صورت کو دوحصوں میں تقسیم کیا آدھے سے امام حسن علیہ السلام کو بنایا اور آدھے سے امام حسین علیہ السلام کو بنایا۔

بقول امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ:

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین — اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنینؓ
تمثیل نے اس سائے کے دوحصے کئے — آدھے سے بنے حسنؓ اور آدھے سے حسینؓ

پھر شہادت کی بھی دوقسمیں ایک شہادت سرّی (مخفی شہادت)اورایک شہادت جہری (اعلانیہ شہادت) امام حسن علیہ السلام کو شہادت سری کا مظہر بنایا اورامام حسین علیہ السلام کو شہادت جہری کا مظہر بنایا بظاہر دیکھنے والاسمجھتا ہے کہ سری شہادت امام حسن علیہ السلام کی سری شہادت حضور ﷺ کی سری شہادت اور امام حسین علیہ السلام کی جہری شہادت حضور ﷺ کی جہری شہادت کا ظہور نام ہے دونوں شجر مصطفوی کی پھل ہیں دونوں شہزادوں کی شہادت شہادت محمدی ﷺ کی تکمیل ہے ۔"

اب ہم آخرمیں مقام حسین علیہ السلام کو قرآن اوراحادیث کی روشنی میں بیان کرنے کے بعد صرف اس طرف قارئین کی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے کہ کچھ نام نہاد علم سے دورلوگ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ یزید قتل حسین سے خوش نہ تھا اوراسے اس واقعہ سے بے حد صدمہ پہنچا تھا اور یہ لوگ یزید کو امیر المومنین اورجنتی سمجھتے ہیں

اورامام حسین علیہ السلام کی یزید کی بیعت نہ کرنے کو امام برحق کی غلطی کہتے ہیں (اللہ کی پناہ) ہم یزید کے اوپر دوسرے موقع پر تفصیل سے بحث کریں گے ۔ یہاں صرف توجہ دلا کر فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں:

یزید کی منافقانہ حرکات پر اس کے حمایتیوں کی دلیل

علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے :"جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو ان کے رفقاء سمیت قتل کردیا توان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے امام حسین علیہ السلام کے قتل سے اولاد توخوش ہوا اوراس وجہ سے ابن زیاد کی قدرومنزلت اس کے نزدیک زیادہ ہوگئی، مگر وہ خوشی پر زیادہ قائم نہ رہ سکا ۔ بلکہ جلدی نادم ہوگیا بے شک یزید نے ابن زیاد پر اس کے فعل کی وجہ سے لعنت تو کی اوراس کو برا بھلا کہا، جیسا کہ ظاہر ہے لیکن نہ تو اس نے ابن زیاد کو اس ناپاک حرکت پر معزول کیا اور نہ اس کو سزادی ، نہ کسی کو بھیج کر اس کا یہ شرمناک عیب اس کو بتایا۔"

(البداویہ والنہایہ: ۲۳۲،۲۰۳)

یزید کی گستاخیاں

روایت کے مطابق جب شہدا کے سر اوراسیران کربلا یزید کے پاس دمشق پہنچے تو یزید نے دربار لگایا اورعوام وخواص کو دربار میں آنے کی اجازت دی لوگ دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر انور یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی ۔ وہ آپ علیہ السلام کے دندان مبارک چھیڑتا تھا اورکہتا تھا کہ اب تو ان کی اورہماری مثال ایسی ہے جیسے کہ"ہماری قوم نے انصاف کرنے سے انکار کر دیا تھا پس ان تلواروں نے انصاف کر دیا جو ہمارے دائیں ہاتھ میں تھیں ۔جن سے خون ٹپکتا ہے انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑ دیں جو ہم پر غالب تھے اوروہ نہایت نافرمان اورظالم تھے ۔"

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کے

دندان مبارک پر چھڑی مار رہا ہے تو وہ یہ بے ادبی برداشت نہ کر سکے انہوں نے یزید سے کہا اے یزید تو اپنی چھڑی حضرت حسین علیہ السلام کے دانتوں پر مار رہا ہے میں نے بارہا نبی کریم ﷺ کو ان ہونٹوں کو چومتے ہوئے دیکھا ہے بے شک اے یزید کل قیامت کے دن جب تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیادہ ہو گا اور یہ حسین رضی اللہ عنہ آئیں گے ان کے شفیع حضرت محمد ﷺ ہوں گے۔" (البدایہ والنہایہ، شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ)

یزید کی سفاکی

"دوسری روایت کے مطابق جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور یزید کے پاس لا کر اس کے آگے رکھا گیا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ:

"اے کاش! بدر میں قتل ہونے والے میرے اشیاخ بنو خزرج کا نیزوں کی ضربوں سے چیخنا چلانا دیکھتے۔ ہم نے تمہارے دوگنا اشراف کو قتل کر دیا اور یوم بدر کے میزان کے جھکاؤ کو برابر کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ) کیا جو شخص دندان حسین پر چھڑیاں مارے وہ جنتی ہو سکتا ہے کیا جو غزوہ بدر میں قتل ہونے والے کفار کا بدلہ شہادت حسین کی صورت میں لے وہ جنتی ہو سکتا ہے۔"

ان کھلے اعلانات کے بعد اس کے ایمان دار ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا سر حسین رضی اللہ عنہ کی توہین یزید کے حکم سے شہدا کے سروں اور اسیران کربلا کو تین روز تک دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا حضرت منہال بن عمرو سے مروی ہے "خدا کی قسم میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو نیزے پر چڑھے ہوئے دیکھا اور میں اس وقت دمشق میں تھا سر مبارک کے سامنے ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا (کہف:۹)	کیا تو نے جانا کہ بے شک اصحاب کہف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجوبہ تھے۔

پر پہنچا تو اللہ نے سر مبارک کو گویائی دی اور اس نے بہ زبان فصیح کہا کہ اصحاب کہف

(کے واقعہ) سے میرا قتل کیا جاتا اور میرے سر کا نیزہ پر اٹھایا جانا عجیب تر ہے۔

(سر الشہادتین)

یزید کے بارے میں مزید

"حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! ہم لوگوں نے یزید کی بعت اس وقت توڑ دی جب ہمیں یہ خوف ہوا کہ کہیں یزید کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں، بلاشبہ وہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں سے نکاح کرتا، شراب پیتا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔"

یہ ہے وہ یزید جسے اس کی ذریت امیر المومنین مانتی ہے۔

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اس کی شیطانیت، فرعونیت اور قارونیت نے مزید رنگ پکڑا اور خصوصاً اہل حرمین اس کے شدید مخالف ہو گئے۔

۱۔ اقتدار کی ڈوبتی نیا کو بچانے کے لئے اس نے بیس ہزار کا لشکر مسلم بن عقبہ کو دے کر حرمین پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔

۲۔ مشہور واقعہ "حرہ" پیش آیا۔

۳۔ اس لشکر نے ساکنین مدینہ منورہ اور رسول اللہ کے ہمسایوں پر مظالم کی انتہا کر دی۔

۴۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بالجبر بیعت لی جاتی۔

۵۔ جو رسول اللہ کے حکم اور کتاب وسنت پر بیعت کرتا اس کو شہید کر دیا جاتا۔

۶۔ سترہ سو مہاجرین وانصار صحابہ، سات سو حفاظ کرام، کبار تابعین اور مستورات اور دیگر افراد کو ملا کر دس ہزار کے قریب افراد کو شہید کیا گیا۔

۷۔ تین دن کے لئے مدینہ پاک کو مباح قرار دے دیا گیا (یعنی جو چاہو کرو)

۸۔ مدینہ پاک کی مقدس خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔

۹۔ ابو سعید خدری (نابینا صحابی) کی داڑھی کو پکڑ کر طمانچے مارے اور بے عزتی کر کے واپس گھر بھیج دیا۔

۱۰۔ فوج نے مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ اپنے گھوڑے باندھے۔

۱۱۔ تین دن تک مسجد نبوی میں عبادتیں، نمازیں اور جماعتیں معطل رہیں۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں پاگل، دیوانہ اور مجنون بن کر مسجد نبوی میں منبر رسول کے قریب چھپ گیا تین دن اور تین راتیں میں منبر شریف میں بیٹھا رہا نہ تو مسجد میں اذان ہوتی نہ جماعت کا اہتمام ہوتا سعید بن مسیب کہتے ہیں رب ذوالجلال کی قسم! جب نماز کا وقت آتا تو مجھے روضہ رسول سے ،اذان، اقامت اور جماعت ہونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

۱۲۔ عبداللہ بن زبیر (صحابی رسول رضی اللہ عنہ) کو مکہ میں محصور کر دیا گیا۔

۱۳۔ یزیدی لشکر نے مسلسل چونسٹھ روز تک مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیے رکھا۔

۱۴۔ لوگوں کو قتل کرتے رہے۔

۱۵۔ منجنیق سے اس قدر سنگ باری کی کہ مکہ معظمہ کے صحن کو پتھروں سے بھر دیا گیا۔

۱۶۔ کعبہ معظمہ پر سنگ باری، حملہ کرتے وقت یزیدی لشکر نے یہ شعر پڑھے:"یہ منجنیق موٹے کف دار اونٹ کی مثل ہے جس کے ساتھ اس مسجد (حرام) کی دیواروں پر سنگ باری کی جاتی ہے۔"

۱۷۔ کعبتہ اللہ پر سنگ باری سے آگ لگا دی۔

۱۸۔ مسجد حرام کے ستون توڑے۔

۱۹۔ کعبتہ اللہ کا غلاف اور دیواریں جلا دیں۔

۲۰۔ حرم شریف کے باشندے دو ماہ تک سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔

۲۱۔ کعبہ معظمہ کئی روز تک بے لباس رہا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک رہا اور رہی یہ بات کہ اسے صدمہ ہوا تو اس کی اس منافقانہ حرکت کی وجہ صرف یہ تھی کہ "جس وقت اہل نبوت کو شہدا کے سروں کے ساتھ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا اس وقت دربار میں قیصر

روم کا سفیر بھی موجود تھا وہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ سکا آخر اس سے رہا نہ گیا اور کہنے لگا بتاؤ تو سہی یہ کس کا سر ہے جس کے لبوں پر یزید چھڑی مار رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ہے عیسائی پر یہ سن کر کپکپی طاری ہوگئی اور وہ کہنے لگا ظالمو! مجھے کوئی شوق نہیں رہا کہ تم ناقدر شناس، ظالم اور دنیا پرست ہو ہمارے پاس ایک گرجے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کا ایک نشان محفوظ ہے ہم سال ہا سال سے اس نشان کی تکریم کرتے چلے آرہے ہیں ہم تو اپنے نبی کی سواری کے پاؤں کے نشاں کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں اور تم ہو کہ اپنے نبی کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو۔(الصواعق المحرقہ)

قیصر روم کے ایلچی کی اس گفتگو کو سننے کے بعد اس بدبخت نے صدمے کا ڈھونگ رچایا صرف اور صرف اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے کیونکہ اگر وہ سچا ہوتا تو پھر اس نے ابن زیاد اور ابن سعد کو معزول کیوں نہیں کیا؟ ابن زیاد اور ابن سعد کو پھانسی پر کیوں نہیں چڑھایا؟ ان سے قصاص کیوں نہیں لیا؟

حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں کہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور اہل بیت کی توہین وتذلیل پر راضی تھا۔اس کی رضا تواتر سے ثابت ہے۔لہذا ہم اس کی ذات کے بارے توقف نہیں کریں گے۔یعنی اس کو برا بھلا اور لعنت کرتے ہیں لیکن اس کے ایمان میں خاموشی اختیار کی جائے گی نہ اس کو کافر کہیں گے اور نہ اس کو مسلمان جانیں گے۔(شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۶۳)

گذشتہ صفحات پر ہم نے لکھ دیا ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی، اس پر چھڑیاں مارنا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ النبی کی بے حرمتی جیسے ساری واقعات اس ملعون کے صدمہ کا ڈھونگ کرنے کے بعد واقع ہوئے ہیں۔کیا یزید اور اس کی ذریت کے پاس جواب ہو گا۔

ابن کثیر نے لکھا کہ جب امام حسین کو شہید کر دیا تو وہ لوگ آپ کے سر مبارک کو پاس رکھ کر شراب پینے لگے کہ اتنے میں پردہ غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا

اور دیوار پر خون سے لکھا:

اترجوا مه قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

"کیا حسین کو قتل کرنے والے بھی یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ قیامت کے روز ان کے نانا ﷺ ان کی شفاعت کریں گے؟" (البدایہ والنہایہ)

جب یہ ستم رسیدہ قافلہ شہر مدینہ میں داخل ہوا تو حضرت ام القمان بن عقیل بن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ روتی ہوئی نکلیں اور یہ اشعار پڑھے:

"لوگو! کیا جواب دو گے جب نبی کریم ﷺ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے آخری امت ہونے کے باوجود کیا کیا؟ میرے بعد میری اولاد اور اہل بیت کے ساتھ کہ ان میں سے بعض کو تم نے اسیر کیا اور بعض کا خون بہایا۔"

"میں نے تم کو جو نصیحت کی تھی کہ میرے بعد میرے قرابت داروں سے برا سلوک نہ کرنا، جزا یہ تو نہ تھی۔" (البدایہ والنہایہ)

یقیناً اس کا کوئی جواب نہ ہو گا ہم گذشتہ صفحات میں عرض کر چکے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے جس نے لڑائی کی گویا اس نے نبی پاک ﷺ سے لڑائی کی اب آپ فیصلہ کریں رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرنے والا کیسے جنتی ہو سکتا ہے اور جو اہل بیت نبوت کے قتل کرنے والوں کو جنتی کہے یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت اور دکھ دیتا ہے پھر وہ کیسے جنتی ہو سکتا ہے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتے میں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت فرماتا ہے اور اس نے ایسے لوگوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (احزاب)

آخر میں ہم اس شعر پر اختتام کرتے ہیں:

بے ادب، گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؒ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

امام عالی مقام علیہ السلام ریگزارِ کربلا میں

محمد صادق ضیائی

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین رضی اللہ عنہ

یہ دنیا صدیوں سے حادثات کی آماجگاہ بنی رہی ہے یہاں روزانہ ہزاروں حادثے رونما ہوتے ہیں۔ ان حادثوں کے نقوش زیادہ دیر قائم نہیں رہتے، مگر کربلا کا سانحہ ایک ایسا عظیم سانحہ ہے کہ چودہ سو سال کی طویل مدت بھی اس کے نقوش کو نہیں مٹا سکی۔ دنیا کے بڑے بڑے علما، فلسفی محقق اور مجتہد اس حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں کہ اس سانحہ عظیم کی یاد ہمیشہ اسلامی تاریخ کا زندہ جاوید کارنامہ بن کر قائم رہے گی اور جب تک نسل انسانی کا وجود اس کرہ ارض پر موجود ہے امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کی قربانی کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔

یوں تو حق و باطل کی جنگ ہر دور میں لڑی گئی ہے لیکن مختلف زمانوں میں نیکی اور بدی کی قوتوں میں جتنے بھی ٹکراؤ ہوئے ان کی نوعیت معرکہ کربلا سے بالکل مختلف اور جدا ہے کیونکہ معرکہ کربلا خالصتاً ایک ایسا معرکہ تھا جس کا مقصد دنیا سے ظالم و جابر اقتدار کو ختم کر کے سچائی کو بہر طور زندہ رکھنا تھا۔

اگر واقعات کربلا کا ایک نظر عمیق سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نیکی، روشنی اور سچائی کی خاطر ریگزار کربلا میں سر مقدس کٹایا تا کہ دین اسلام کی عظمت قائم و دائم رہے اور پیغمبر اسلام رحمت اللعالمین ﷺ نے انسانیت کی جو شمع روشن کی تھی وہ بجھنے نہ پائے بلکہ ہمیشہ فروزاں رہے۔

یزید اپنے باپ معاویہ کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا اور اس نے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے بھی بیعت کا مطالبہ کیا، چونکہ کوفہ میں حضرت حسین

ؓ کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس لئے انہوں نے حضرت امام حسین ؓ کو متعدد خطوط لکھے، جن میں یہ یقین دلایا کہ وہ بہر صورت آپ ؓ کے ساتھ ہیں اور ان کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ کوفہ والوں کی طرف سے بار بار کوفہ آنے کی دعوت پا کر آپ ؓ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل ؓ کو اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے روانہ کر دیا۔

کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل ؓ کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی تو انہوں نے حضرت حسین ؓ کو کوفہ آنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ آپ ؓ مسلم بن عقیل کے لکھنے کے مطابق سفر کوفہ کے لئے تیار ہو گئے۔

آپ ؓ کے دوستوں اور رشتہ داروں کو جب آپ ؓ کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے اس سفر کی مخالفت کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا۔

"کیا آپ ؓ ایسے لوگوں میں جانا پسند فرما رہے ہیں جو دھوکہ باز ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ ؓ کو بلا کر کسی خطرے میں ڈال دیں۔"

غرض حضرت امام حسین ؓ کے دوستوں نے بڑی کوشش کی کہ آپ ؓ کوفہ نہ جائیں، مگر آپ ؓ اپنے ارادے پر قائم رہے۔ جب آپ ؓ روانہ ہونے لگے تو حضرت ابن عباس ؓ نے پھر کہا۔

"اے ابن عم! عراق والے انتہائی مکار اور دھوکے باز ہیں، خدارا آپ ؓ ان کے پاس نہ جائیں بلکہ یہیں قیام رکھیں۔ اہل کوفہ پر اعتماد کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔"

ان کی بات سن کر حضرت حسین ؓ نے فرمایا۔ "اے ابن عم اب میں ارادہ کر چکا ہوں۔"

اس پر ابن عباس ؓ نے کہا:

"اگر آپ ؓ جانا ہی چاہتے ہیں تو عورتوں اور بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیے۔"

غرض بہت سے لوگوں نے آپ ؓ کو کوفہ جانے سے روکا، مگر آپ ؓ اپنے ارادے پر قائم رہ کر مکہ سے عراق کی جانب روانہ ہوئے مقام "اصفاح" پر آپ ؓ کی ملاقات فرزدق نامی شاعر سے ہوئی۔

اس شاعر نے حضرت امام عالی مقام ؓ سے کہا:

"حضور کوفہ والوں کے دل تو آپ ؓ کے ساتھ ہیں، مگر تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔"

یہ سن کر آپ ؓ نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو، مگر اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔"

یہ کہہ کر آپ ؓ آگے چلے اور جب "زرود" کے مقام پر پہنچے تو پتہ چلا کہ حضرت مسلم بن عقیل ؓ کو قتل کر دیا گیا اور اہل کوفہ خاموشی سے دیکھتے رہے آپ ؓ نے حضرت مسلم بن عقیل ؓ کے قتل کی خبر سنی تو آپ ؓ کو بڑا دکھ پہنچا۔ آپ ؓ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم واپس لوٹ چلیں اور اہل کوفہ کے مکروفریب کا شکار نہ ہوں۔"

آپ ؓ ابھی اس تجویز پر غور ہی کر رہے تھے کہ مسلم بن عقیل ؓ کے عزیز پکار اٹھے:

"خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے، بلکہ ہم انتقام لیں گے۔"

آپ ؓ نے ان کی پکار سن کر کہا: "بے شک عقیل ؓ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔"

آپ ؓ جب قادسیہ سے کچھ آگے بڑھے تو حر بن یزید ایک ہزار فوج لئے ساتھ ہو گیا۔ اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ حضرت حسین ؓ کے ساتھ رہے اور جب تک انہیں عبیداللہ بن زیاد تک نہ پہنچا دے نہ چھوڑے، چنانچہ آپ ؓ نے حر کے فوجیوں کے سامنے ایک خطبہ دیا:

"اے لوگو! میں خود بخود یہاں نہیں آیا، بلکہ مجھے تمہارے بے شمار خطوط پہنچے

اور مجھے بار بار دعوت دی گئی کہ میں یہاں آؤں ۔اگر تم میری آمد پر ناخوش ہو تو میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں ۔"

حر کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی آپؓ کی باتوں کا جواب نہ دیا ۔

چنانچہ ظہر کے بعد عصر کی نماز کا وقت ہوگیا حر اور اس کے ساتھیوں نے امام عالی مقام ؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؓ نے پھر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو !ہم اہل بیت تمام دعویداروں سے زیادہ حکومت کے مستحق ہیں لیکن اگر تم ہمیں ناپسند کرتے ہو تو ہم واپس جانے کے لئے تیار ہیں ۔"

حر اور آپؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم کو صرف یہی حکم ملا ہے کہ ہم حر اور آپؓ کو عبیدہ بن زیاد کے پاس پہنچائیں ۔حضرت حسینؓ نے فرمایا:" یہ بات موت سے پہلے ممکن نہیں۔"

چنانچہ آپؓ جب روانہ ہونے لگے تو حر اور اس کی فوج نے آپؓ کا راستہ روک لیا ۔آپؓ نے حر سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو حر نے کہا ۔میں آپؓ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا:"میں ہرگز نہ جاؤں گا۔" اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے ۔حُر نے کہا: مجھے آپؓ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ملا مجھے صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپؓ کے ہمراہ رہوں ۔اگر آپؓ اس بات کو پسند نہیں کرتے تو ایسے راستے کا سفر اختیار کیجئے جو نہ کوفہ کو جاتا ہو نہ مدینہ کو ۔ اور آپؓ ابن زیاد کو خط لکھیں ہو سکتا ہے اسی طرح کوئی بات بن جائے ۔راستے میں مختلف مقامات پر آپؓ نے لوگوں کو مخاطب کیا ۔ان خطبات کو سن کر اکثر لوگوں کے دل دہل گئے ۔زبیر بن القین نے کہا:

"اے فرزند رسول اللہ ﷺ خدا آپ کے ساتھ ہو ۔اگر دنیا ہمیشہ رہنے والی ہوتب بھی ہم آپ کی حمایت کی خاطر اس جدائی کو گوارا کرنے کو تیار ہیں ۔"

حُر بن یزید آپؓ کو بار بار جنگ کے خطرات سے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر آپؓ جنگ کریں گے تو ضرور قتل کر دیے جائیں گے ۔

آخر آپؓ نے غصہ سے فرمایا:" کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے ۔یاد رکھ میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنے بھائی کی دھمکی کے جواب میں کہا تھا کہ مرد کے لئے موت ذلت نہیں ہے جبکہ اس کا مقصد نیک ہو اور وہ اسلام کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔"

آپؓ نے قیس بن مسہر کو قاصد بنا کر بھیجا تھا جسے عبداللہ بن زیاد نے قتل کر ڈالا تھا، مگر آپؓ کو قیس کے قتل کی خبر نہ ملی تھی ۔جب کچھ لوگوں نے آپؓ کو قیس کے قتل کی خبر سنائی تو آپؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔طرماع بن عدی نے اس موقع پر کہا۔ اے فرزند رسول اللہ !میں دیکھ رہا ہوں آپؓ بالکل تنہا ہیں آپؓ کا کوئی ساتھی نہیں ۔ میں آپؓ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اب اور آگے نہ بڑھیے۔آپؓ میرے ساتھ چلئے ۔میں آپؓ کو "اجا" کی پہاڑی میں اُتار دوں گا ،جہاں چند روز میں بیس ہزار جانثار آپؓ کے ساتھ ہوں گے اور کوئی آپؓ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا ۔

آپؓ نے فرمایا:" اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے ہمارے اور ان کے درمیان ایک عہد ہو چکا ہے اس لئے ہم ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیں گے ۔"

موت آپؓ کے سر پر منڈلا رہی تھی آپؓ کو اپنی شہادت کا پورا پورا یقین ہو چکا تھا۔ "فقاتل" نامی مقام پر آپؓ پر اچانک غنودگی طاری ہو گئی اور آپؓ نے خواب میں دیکھا ، ایک سوار کہتا ہوا چل رہا ہے کہ"لوگ چلتے ہیں موت ان کے ساتھ چلتی ہے ۔"

آپؓ جب خواب سے بیدار ہوئے تو فرمایا:" بے شک ہم حق پر ہیں اس لئے ہمیں موت کی کوئی پروا نہیں۔"

صبح کے وقت آپؓ نے اپنے ساتھیوں کو ادھر ادھر پھیلانا چاہا، مگر حُر نے آپؓ کو ایسا نہ کرنے دیا۔ آخر کوفہ کی جانب سے ایک سوار آیا جس نے حُر کو سلام کر کے اسے ابن زیاد کا خط پیش کیا ۔جس میں تحریر تھا:" حضرت حسینؓ کو کہیں قیام نہ

کرنے دو آپ رضی اللہ عنہ کھلے میدان کے علاوہ کہیں اُترنے نہ پائیں ۔کسی قلعہ یا سرسبز مقام میں پڑاؤ نہ کرسکیں ۔میرا یہ قاصد تمہارے ہمراہ رہ کر دیکھے گا کہ تم کہاں تک میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔" حُر نے اس خط سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا، اور کہا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو کسی بے آب وگیاہ میدان میں اُترنے کی اجازت دے سکتا ہوں ۔

زہیر بن القین نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ فرات کے کنارے گاؤں میں قلعہ بند ہوجائیں ۔آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ اس گاؤں کا نام کیا ہے ۔زہیر نے بتایا کہ اس کا نام "عقر" ہے ۔یعنی (کانٹایا بے ثمر) یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"عقر" سے خدا کی پناہ ۔

دوسرے روز عمر بن سعد کوفہ سے چار ہزار فوج لے آیا۔اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کیوں تشریف لائے ہیں ۔آپ رضی اللہ عنہ نے جو جواب حر کو دیا تھا وہی سعد کو دیا ۔عمر بن سعد دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مڈبھیڑ نہ ہو اس لئے وہ اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ چنانچہ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھ دیا ۔عبید اللہ بن زیاد نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ سے جیسے بھی ہو یزید بن معاویہ کی بیعت لو ۔حسین رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں کو پانی کا قطرہ تک بھی پہنچنے نہ پائے ۔

اس حکم کے مطابق عمر بن سعد نے مجبوراً سپاہیوں کو گھاٹ پر بھیج دیا ۔یہ صورت حال دیکھ کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا ، ان کے ہمراہ تیس سوار اوربیس پیدل تھے جب یہ پانی لینے پہنچے تو عمر بن الحاج نے انہیں روکا ، مقابلہ ہوا اورآپ پانی کی بیس مشکیں بھرلائے ۔

شام کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے ملاقات کی ۔یہ ملاقات رات گئے تک جاری رہی ۔چانچہ عمر بن سعد نے پھر یزید کو خط لکھا ۔ابن زیاد نے خط پڑھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرطیں منظور کرلیں ، مگر شمر ذوالجوشن نے مخالفت کرتے ہوئے کہا اگرحسین رضی اللہ عنہ بغیر اطاعت کئے چلے گئے تو کوئی بڑی بات نہیں کہ قوت حاصل کر

لیں ۔بہتر یہی ہے کہ انہیں نکلنے نہ دیا جائے ۔ابن زیاد نے شمر کا یہ مشورہ قبول کرتے ہوئے خود شمر کو خط دے کر بھیجا کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے خود کو ہمارے حوالے کر دیں تو جنگ نہ لڑی جائے اور انہیں میرے پاس بھیج دیا جائے اور اگر انہیں یہ بات منظور نہ ہو تو پھر جنگ ہی فیصلہ کرے گی اور شمر سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر عمر بن سعد میرے حکم پر عمل نہ کرے تو اسے ہٹا کر خود فوج کی کمان کرنا اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا ۔

شمر ذی الجوشن کی پھوپھی ام المومنین بنت خرام امیر المومنین علی علیہ السلام کی زوجہ تھیں اورحضرت عباس عبداللہ جعفر، اورعثمان ان کے بطن سے تھے جو کہ اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے ۔اس نے ابن زیاد سے درخواست کی تھی کہ اس کے عزیزوں کو امان دی جائے جسے اس نے مان لیا تھا۔چنانچہ اس نے اس معرکہ میں ان چاروں صاجزادوں کو بلا کر کہا ۔میں نے تمہارے لئے امان حاصل کر لی ہے ۔لیکن انہوں نے جواب دیا کہ جب فرزند رسول ﷺ کے لئے امان نہیں تو ہمیں اس سے کیا؟

نماز عصر کے بعد عمر بن سعد نے لشکر کو حرکت دی ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی بیس سواروں کو لئے سامنے آئے ۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے حبیب بن مظاہر نے کہا:" خدا کی نظر میں بدترین لوگ وہ ہیں جو اس کے پاس ایسی حالت میں پہنچیں، جب کہ ان کی آستینوں سے اس کے نبی ﷺ کی اولاد اور کوفہ کے تہجد گزار عابدوں کا لہو ٹپک رہا ہو۔"

ابن سعد کی فوج سے عروہ بن قیس نے جواب میں کہا۔" شاباش خوب اپنی عظمت و برتری بیان کرو۔" زہیر بن القین نے کہا۔"اے عروہ خدا سے ڈر اور ان معصوموں کے قتل میں مدد نہ کر۔"عروہ نے جواب دیا۔"کیاآج سے پہلے تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی نہ تھے۔"

زہیر نے جواب دیا۔"میں نے بے شک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوئی خط نہیں لکھا لیکن اب جب کہ ہم اکٹھے ہیں ،میں آپ رضی اللہ عنہ ہی کی حمایتوں کو دین کی حمایت

سمجھتا ہوں۔"

رات کو حضرت امام حسین ؓ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا، اور فرمایا:

"لوگو! میں سمجھتا ہوں کہ کل میرا اور ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔ میری رائے میں تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمہیں بخوشی رخصت کرتا ہوں۔ یہ لوگ صرف میری جان کے درپے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں بخوشی واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔"

آپ ؓ کا یہ خطبہ سن کر آپ ؓ کے اہل بیت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے کہا۔

"خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ ہم آپ ؓ کے بعد زندہ رہیں۔ بخدا ہم آپ پر اپنی جان، مال، آل اولاد سب کچھ قربان کر ڈالیں گے۔"

حضرت حسین ؓ اور آپ ؓ کے ساتھیوں نے ساری رات عبادت میں گزاری۔ صبح دسویں محرم کے روز نماز فجر کے بعد عمر بن سعد نے اپنی فوج کو آپ ؓ کی جانب بڑھایا۔ آپ ؓ نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں درست کیں۔ آپ ؓ کے ساتھ کل ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل یعنی کل ۷۲، آدمی تھے۔ آپ ؓ نے علم اپنے بھائی عباس بن علی کے سپرد کیا۔ خیمے کے پیچھے خندقیں کھود کر اس میں بہت سا ایندھن ڈال کر آگ روشن کر دی گئی تا کہ دشمن عقب سے حملہ آور نہ ہو سکے۔

مخالف فوج سے شمر بن ذی الجوش اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور آپ ؓ کے خیموں کے گرد چکر کاٹ کر بولا "اے حسین ؓ! قیامت سے پہلے ہی تو نے آگ قبول کر لی۔"

حضرت امام عالی مقام ؓ نے جواب دیا:

"اے چرواہے کے لڑکے تو ہی آگ کا زیادہ حقدار ہے۔"

جب دشمن کا لشکر قریب آ گیا تو آپ ؓ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ قرآن پاک سامنے رکھا اور دشمن کی فوج کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا:

"لوگو! عجلت نہ کرو، مجھے نصیحت کر لینے دو۔ اپنے یہاں آنے کی وجہ بیان کر لینے دو، اور اگر تم میری مخالفت سے باز آ جاؤ تو یہ تمہاری خوش نصیبی ہو گی۔ اور اگر تم مجھے مہلت دیے بغیر مجھ پر ٹوٹ پڑو گے تو میرا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہو گا، جو کہ تمام

نیکو کاروں کا مددگار ہے۔"

آپ ؓ کی یہ باتیں سن کر اہل بیت کے خیموں سے آہ بکا کی صدائیں آنے لگیں۔ آپ ؓ نے ان کی تسلی تشفی کے لئے اپنے بھائی عباس ؓ اور اپنے فرزند علی ؓ کو بھیجا اور پھر تقریر شروع کی۔

اے لوگو! "میرا حسب نسب یاد کرو، غور کرو میں کون ہوں، کیا تمہارے لئے میرا قتل واجب ہے، کیا میں تمہارے نبی ﷺ کی لڑکی کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا وہ قول نہیں سنا، جو آپ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا تھا (کہ ہم جنت کے نوعمروں کے سردار ہیں) کھو آخر میرا قصور کیا ہے؟"

آپ ؓ کی ان باتوں کا کسی نے جواب نہ دیا۔ ابن سعد نے جب اپنی فوج کو اور آگے بڑھایا تو حُر بن یزید نے کہا۔ "کیا آپ اس شخص سے لڑائی کریں گے جو نبی ﷺ کی بیٹی کا بیٹا ہے۔" سعد نے اپنی مجبوری ظاہر کی۔ جس پر حُر نے حضرت حسین ؓ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مہاجرین اوس نے پوچھا کیا تم حضرت حسین ؓ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہو؟ حُر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں تو جنت یا دوزخ کا انتخاب کر رہا ہوں۔ بخدا میں نے جنت کا انتخاب کر لیا ہے چاہے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔"

حُر نے یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور حضرت حسین ؓ کی خدمت میں آ پہنچا، پھر بڑی عاجزی سے کہا۔

"اے ابن رسول اللہ ﷺ! میں ہی وہ بد بخت ہوں جس نے آپ ؓ کو واپس جانے سے روکے رکھا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ ایسا کریں گے تو میں ہر گز اس حرکت کا مرتکب نہ ہوتا۔ میں اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور آپ ؓ کے قدموں پر نثار ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟"

حضرت حسین ؓ نے ارشاد فرمایا۔ "ہاں تمہاری توبہ خدا قبول کرے گا۔"

سب سے پہلے عمر بن سعد نے اپنی کمان اٹھائی اور لشکر حسین ؓ کی طرف تیر

پھینکا۔ اب باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی دونوں طرف سے ایک ایک دو، دو جوان مقابلے کے لئے نکلتے رہے فوج یزید سے جو بھی مقابلہ پر آتا، مارا جاتا۔ آخر عمر بن سعد نے عام حملے کا حکم دیا۔ اب فوج یزید، حضرت حسین ؓ کی مختصر جمعیت پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگی تھی۔ اس معرکہ میں حُر کا گھوڑا زخمی ہوگیا۔ لیکن وہ شیر کی طرح لڑتے رہے۔ دشمن نے ایک دو مرتبہ خیموں کے عقب سے حملہ کرنا چاہا مگر منہ کی کھائی۔ زبیر بن القین شمر پر زبردست حملے کر رہے تھے۔ لیکن پھر دشمن کی کثیر فوج نے انہیں گھیرے میں ڈال لیا۔ حسینی فوج کے بہت سے لوگ قتل ہو چکے تھے۔ سپہ سالار حبیب بن مظاہر بھی شہید ہوگئے تھے۔ اب حُر بن یزید دشمنوں کی صفوں میں گھس کر انہیں قتل کر رہے تھے۔ وہ بلند آواز میں شعر پڑھ رہے تھے، جن کا مطلب یہ تھا: "میں نے حلف اٹھایا ہے کہ پیچھے نہ ہٹوں گا اور دشمنوں کا صفایا کرتا ہوا آگے بڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں گا۔"

آخر حُر زخمی ہو کر گرے اور شہید ہوگئے۔ حضرت حسین ؓ کے تقریباً تمام ساتھی ایک ایک کر کے شہید ہو چکے تھے۔ اب بنی ہاشم اور خاندان نبوت کے لوگ رہ گئے تھے۔ چنانچہ اب آپ ؓ کے صاحبزادے علی اکبر میدان میں آئے اور انہوں نے دشمنوں پر زبردست حملہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ آخر ایک خوبصورت جوان میدان میں آیا۔ وہ شیر کی طرح گرجتا ہوا دشمنوں پر ٹوٹ پڑا۔ عمر بن سعد نے اس کے سر پر تلوار ماردی، نوجوان زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ حضرت حسین ؓ قاتل پر جھپٹے۔ آپ ؓ کے وار سے قاتل کا بازو کٹ کر گر پڑا۔ حضرت حسین ؓ سے دریافت کیا گیا کہ یہ لڑکا کون ہے تو آپ ؓ نے بتایا، قاسم بن علی بن ابی طالب۔

اسی اثنا میں آپ ؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ آپ ؓ کے پاس لایا گیا آپ ؓ نے اسے گود میں اٹھایا اور ابھی کان میں اذان دینے لگے تھے کہ ایک تیر آیا اور اس نومولود کے حلق میں پیوست ہوگیا۔ بچہ تڑپ کر وہیں سرد ہوگیا۔ آپ ؓ نے تیر کھینچ کر گلے سے نکالا خون سے چلو بھرا اور بچے کے جسم پر مل کر فرمایا: "تو خدا کی نظر میں حضرت صالح کی اونٹنی سے زیادہ عزیز ہے۔"

اب حضرت حسین ؓ پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ اور آپ ؓ تنہا ریگ زار کربلا میں دشمنوں کے ٹڈی دل لشکر سے نبرد آزما تھے۔ آپ ؓ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہے تھے کہ اچانک ایک تیر آ کر آپ ؓ کے حلق میں پیوست ہوگیا۔ آپ ؓ نے تیر کو کھینچ کر نکالا۔ دونوں چلو خون سے بھرے اور یہ خون آسمان کی طرف اچھالتے ہوئے فرمایا: "پروردگار عالم! میرا گلہ تجھ سے ہی ہے۔ دیکھ یہ لوگ تیرے رسول ﷺ کے نواسے سے کیا سلوک کر رہے ہیں۔"

اسی زخمی حالت میں جب آپ ؓ اپنے خیمہ کی طرف لوٹنے لگے تو شمر اور اس کے ساتھیوں نے پیچھا کیا۔ آپ ؓ نے فرمایا: "اگر تم لوگ دین کو سامنے نہیں رکھتے تو دنیاوی شرافت کو سامنے رکھو اور میرے خیمے سے دور رہو۔"

شمر نے جواب دیا: "آپ ؓ کا خیمہ محفوظ رہے گا۔"

دشمن اگر چاہتے تو فوراً حضرت حسین ؓ کا سرتن سے جدا کر سکتے تھے، مگر کوئی بھی شخص اتنے بڑے گناہ کو اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا۔ آخر شمر بن ذی الجوش نے کہا۔ اب انتظار کس بات کا کر رہے ہو۔

آگے بڑھو اور حسین ؓ کا سرتن سے جدا کر دو۔ چنانچہ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ ؓ کے دست مبارک کو زخمی کیا اور آپ ؓ کے شانے پر تلوار ماری، آپ ؓ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گئے۔ سنان بن انس نخعی نے آگے بڑھ کر نیزے کا وار کیا تو آپ ؓ زمین پر گر پڑے۔ پھر اس نے ایک شخص سے کہا: "آگے بڑھو اور سرتن سے جدا کر دو۔" وہ شخص آگے بڑھا، مگر اس کی جرات نہ ہوئی۔ سنان بن انس نخعی غصے سے دانت پیستا ہوا آگے بڑھا اور آپ ؓ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد آپ ؓ کی نعش مبارک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا۔ پھر حضرت حسین ؓ کے بہتر ساتھیوں کے سر کاٹ کر عبید اللہ بن زید کے پاس بھیج دیے گئے۔

چوں بگذر نظیری خونیں کفن بہ حشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام

سید حبیب اللہ شاہ

اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے حق کا بول بالا کرنے کے لئے ہمیشہ اپنی جان اور مال کی بے دریغ قربانیاں دی ہیں اور یہ سبق انبیاء علیہم السلام ماسبق ہی سے سیکھا گیا ہے۔ حق کی راہ میں نبی ﷺ نے بڑے بڑے مصائب برداشت کئے ہیں۔ یہاں تک کہ بے شمار انبیاء کرام کو بنی اسرائیل کی بد بخت قوم نے قتل کر دیا ہے۔ جس کی شہادت قران کریم وَيَقتُلُونَ النَّبِيّٖنَ بِغَيرِ الحَقِّ کے الفاظ میں دیتا ہے حالانکہ بنی اسرائیل کو حق تعالیٰ نے فَضَّلتُكُم عَلَى العَالَمِينَ کہہ کر تمام عالم پر فضیلت بخشی تھی، مگر اس قوم نے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کیا۔ انبیاء کرام کی اسی سنت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ایثار قربانی کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ط اور ہر مسلمان انبیاء و بزگان ماسلف کی پیروی کرنے کے لئے دن میں پانچ مرتبہ بارگاہ رب العزت میں یہ درخواست پیش کرتا ہے کہ:

اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم۔

اے ہمارے پروردگار ہمیں سیدھی راہ پر چلا، ان لوگوں کی راہ پر جن کے اوپر آپ کا انعام و اکرام ہوا ہے۔

اس سے مراد انبیاء کرام ہی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے اطاعت گزاروں کے انجام کے بارے میں فرمایا۔

فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنعَمَ اللهُ عَلَيهِم مِنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

کہ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے

وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيقًا ط

انعام کیا ہے اور وہ انعام یافتہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں جو یہ سب کے سب نہایت اچھے رفیق ثابت ہوں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام انہی تعلیمات کا مجسم پیکر تھے۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ آغوشِ مرتضیٰ میں پرورش پانے والے اور درس گاہ مصطفیٰ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ اِنَّ اَكرَمَكُم عِندَ اللهِ اَتقٰكُم کے اصولوں کو اپنائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے یزید کو دیکھا کہ وہ فسق و فجور میں مبتلا رہنے کے باوجود اتقیاء اور عامتہ المسلمین سے جبریہ بیعت خلافت چاہتا ہے اور قرآنی اصولوں کو پامال کرنے پر آمادہ ہے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شریعت کی بقا اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان و مال اولاد اور عزیزوں کی قربانی بخوشی گوارا فرمالی اور جام شہادت نوش کر کے ابدی زندگی حاصل کرلی۔

تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہرایا کرتی ہے۔ قرآن کریم سے بھی اس کی سند ملتی ہے۔ وَتِلكَ الاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَينَ النَّاسِ ط اسی طرح ہر دور میں یزیدیت مختلف انداز، اور طریقوں سے اسلام کی روح کو فنا کرنے کی سعی لاحاصل کرتی رہتی ہے اور حسینیت اس کے خطرناک اور مکروہ ارادوں کو بے نقاب کر کے اسلام اور شریعت مطہرہ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جاتی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی، بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے حق و باطل کے درمیان ایک خط امتیاز کھینچ دیا۔ خدانخواستہ اگر امام مظلوم رضی اللہ عنہ لالچ یا خوف سے یزید کے آگے جھک جاتے تو آج ایمان فروشی کے مناظر عام ہو جاتے اور شرعی اصول خود نواسہ رسول ﷺ کے ہاتھوں مجروح ہو جانے سے اپنی اہمیت کھو بیٹھتے۔ ان حقائق کے باوجود افسوس کہ بعض لوگ اپنی کج فہمی

اورخوئے بدگمانی کے باعث معرکہ کرب وبلا کو اقتدار کی جنگ سے تعبیر کرتے ہیں اوراس طرح اہل بیعت رسول ﷺ کو بدنام کرنے کی سازش کرتے ہیں ۔ اگر یہ حقیقت ہوتی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کرتے اورنہ ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کرتے ۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات اہل بیعت کو اقتدارنہیں بلکہ دستور قرآن عزیز تھا ۔جس کی بقا پر ان کی موت اورزندگی کا دارومدار تھا ۔ضرورت ہے کہ مسلمان اسوہ شبیری رضی اللہ عنہ کو عملاً اختیار کر کے دین ودنیا میں سرخ روئی حاصل کریں ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں سبط نبی ﷺ کی محبت کو جلوہ گر فرمائے اوران کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

حسینی اقدام کی افادیت اور اہمیت

علامہ اختر علی تلہری

سرورکائنات ﷺ کے پارہ جگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے ۱۰ھ میں جس اولوالعزم جانبازی کے ساتھ حق وصداقت کی حمایت پیش نظر رکھتے ہوئے نخوت ؤپندار کے پروں سے اڑنے والی عربی شہنشاہیت کی قہرمانی فوجوں کو دعوت جنگ دی اورجس صابرانہ استقلال کے ساتھ اس راستہ میں اپنی تمام عزیز کائنات لٹادی تھی وہ انسانی تاریخ کی عجیب وغریب چیز ہے ۔ واقعاتی دنیا کے دامن پر معصوم خون کی چھینٹیں کہیں کہیں ضرور نظر آتی ہے لیکن امام حسین کے خونچکاں اقدام کا تاریخی ورق بہتر بے گناہوں کے لہو سے جس طرح رنگین ہو رہا ہے اس کی نظیر دنیا میں ناپید ہے انسانی نفسیات کو چونکا دینے والے دلیرانہ ایثار کے واقعہ نے جوملکوتی خصوصیتیں اپنے میں جذب کر لی ہیں ۔انہوں نے ظلم وجور کے ہاتھوں لرزتے ہوئے مظلوموں کے دلوں کے لئے قوت وطمانیت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ یزیدنازیت کا یہ قیامت خیز طوفان ظلم وستم کی بجلیاں اپنے دامن میں لئے ہوئے جن تیوروں سے آیا تھا وہ انسانی دنیا کا بڑا ہی حشر سامان حادثہ تھا انسانی فوز وفلاح کے جس نظام کی اساس پیغمبر اسلام نے رکھی تھی وہ اس ہولناک طوفان کی آسمان سے باتیں کرنے والی موجوں کے تھپیڑوں سے برباد ہو جانے والی تھی ۔ رسول اللہ ﷺ کی آغوش میں پرورش پانے والے حسین رضی اللہ عنہ غیور ہی کا یہ سرفروشانہ اقدام تھا جس نے اس بلاریز وبلا فیز طوفان کی ہیبت ناک سیل روک دی ۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیز ترین رفیقوں اورعزیزوں کے ساتھ کربلا کے میدان میں غیر معمولی پرجگری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خونیں غسل فرمایا ۔اپنے

اہل وعیال کو شاہی سطوتوں کی دراز دستیوں کے مقابلے کیلئے بے یارومددگار چھوڑ گئے مگر واقعات کی رفتار حیرت خیز طریقہ سے بدل دی۔ سچ ہے۔ع

مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

عرب کی سرزمین سے ابھرتی ہوئی ملوکیت کے شیطانی ولولوں کا پنجہ موڑ دیا ۔سرورِ دوجہاں کے تمدنی ہدایات وارشادات کا نورانی باب پھر ایک مرتبہ بھٹکی ہوئی دنیا کی نگاہوں کے سامنے لے آئے اور ثروت واقتدار کے نشے میں مدہوش افراد کو اس کا موقع دے دیا کہ وہ آنکھیں کھول لیں اور حقیقی اخلاقی وتمدنی قدروں کو گمراہ کن اخلاقی ومعاشرتی قدروں میں خلط ملط نہ ہونے دیں اور انسانیت کے گوہرِ خوش آب کی ضوء ضلالتوں کی گرد سے پھیکی نہ پڑنے دیں۔۔ جن لوگوں نے انصاف کی نگاہوں سے اسلامی تاریخ کے اس اتار چڑھاؤ کا آثار ونتائج کے پس منظر میں دیکھا ہے وہ ان دعوں کو ایک خطیب کی خطابت کا جوش نہیں قرار دے سکتے۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد سے عربی سیاست جس برق رفتاری کے ساتھ اور جس واضح عنوان پر انسانیت دشمن رجحانات میں تبدیل ہو رہی تھی اور اسلام کا خلیفہ جس تیزی کے ساتھ سلطان جابر اور "ملک عضوض" کے چولے میں نمودار ہو رہا تھا اس سے مذہبی دیانتوں کی دنیا تاریک ہو رہی تھی اور اس سے صاف طور پر یہ سمجھ میں آ رہا تھا کہ سردار عالمیاں کے تمام انسانی نظام سیاست کے بھیس میں دوسرا استبدادی نظام رائج ہونے والا اور انسانیت کی خدمت کے فلسفے کے بجائے خالص لذتیت کا نظریہ اسلامی تعلیم قرار پانے والا ہے۔ اس بربادکن سیلاب بلا کے روکنے کی اگر کوئی صورت اس وقت کے حالات کے لحاظ سے ہوسکتی تھی تو یہی کہ کسی ذمہ دار دیانت دار ہستی کی طرف سے کوئی ایسا موثر قدم اٹھایا جائے جو عام انسانی نفسیات کی دنیا میں زلزلہ برباد کر دے اور بنی آدم کے دل ودماغ کو پوری قوت کے ساتھ اس طرح جھنجوڑ ڈالے کہ وہ ان بگڑے ہوئے حالات کے بھنورے سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے لگے۔اس زبردست عملی قدم اٹھانے کے لئے ایسے بے لوث ایثار کی ضرورت تھی جس میں حکیمانہ دوراندیشی کا

جوہر موجود ہو ایسے بے لوث ایثار کا جذبہ عام طور سے نہیں پایا جاتا۔دنیائے اسلام کی یہ خوش نصیبی تھی کہ اس وقت ایک ایسی برگزیدہ ہستی محمد ﷺ عربی کے نواسے کی شکل میں موجود تھی جس نے معصوم گودیوں میں پرورش پا کر ایثار وقربانی ،حکمت ، تدبر، عزم واستقلال کے اعلیٰ اخلاقی اوصاف اپنے نفس میں مکمل طور سے پیدا کئے تھے۔ان کی دوربین نگاہوں کے سامنے اس وقت کی جاہ پسند اوراقتدار دوست سیاست کے یہ سارے تباہ کن پہلو تھے اوراس کی فطری وموروثی دانش مندی نے اسے یہ اچھی طرح محسوس کرا دیا تھا کہ اس طوفانی آگ کو بے گناہوں کے خون کی چھینٹوں ہی سے فرد کیا جاسکتا ہے اس احساس نے رسول ﷺ کی آغوش کے پروردہ حسینؓ کو اس پرآمادہ کر دیا کہ وہ اس غیر دیانتدارانہ جہانداری کی طاغوتی قوتوں کو برسرمیدان شرعی آئین کی حدود ملحوظ رکھتے ہوئے دلیری سے ٹوک دیں اور اس کے نتیجہ میں جو قیامتیں بھی سر پر نازل ہوں انہیں صبرورضا کے ساتھ برداشت کر کے دنیا کو ڈرامائی عنوانس سے اس خطرناک سیاست کے ان پہلوؤں کی طرف متوجہ کر دیں جس سے انسانی رجحانات یکسر تہہ وبالا ہو رہے ہیں اور آئندہ جن کی کروٹیں اور بھی خطرناک ہونے والی ہیں چنانچہ حضرت امام حسینؓ اٹھے اور پورے عزم وثبات کے ساتھ اٹھے اوراپنے اقدام کا نازک راستہ ان خطوں پر عین کرتے ہوئے اٹھے جو اس مقصد کی طرف کامیابی کیساتھ رہنمائی کرسکیں۔

بیعت یزید سے دلیرانہ انکار، مدینہ سے مکہ روانگی اور پھر حج کو عمرہ سے بدل کرکوفیوں کے ہدایت طلبی کی خواہشوں سے بھرے ہوئے خطوط کی بنا پر کوفہ کا قصد کربلا میں ورود ہر منزل پر مختلف دلپذیر عنوانوں سے اتمام حجت کا مظاہرہ آخر میں اپنے جاں نثار سرفروش رفقاء وعزاء کے ساتھ دشمنوں کی تلواروں ونیزوں کے سامنے گلوں اورسینوں کو پیش کر دینا جان دینے والوں کی فہرست میں ششماہی بچہ تک کا شامل کر لینا اہل بیت کو قید وبند کی تکلیفیں اٹھانے اور شہر بہ شہر انہیں طوق وزنجیر پہنے ہوئے پھروائے جانے کے لئے چھوڑ جانا یہ سب باتیں اس مقصد کی تکمیل کے عناصر

تھے جس کے لئے امام حسین نے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ ظاہر میں یزیدی سطوت کامیاب ہوئی۔

حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر نتیجہ نکلا...... ان دل ہلا دینے والے واقعات کے بعد ہی عام دلوں میں زلزلے پیدا ہوئے۔ دماغوں میں بھونچال آیا۔ توابین اپنی سیرت کے دامن سے مجرمانہ قعود کا داغ دور کرنے کے لئے اٹھے اور یزیدی فوجوں کی تلواروں سے شہید ہوئے۔ مختار رضی اللہ عنہ کا خروج ہوا۔ بڑے بڑے معرکے رہے جن میں قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا خاتمہ ہوا اور آخر میں اس کشمکش کا یہ نتیجہ نکلا کہ اموی تخت بالکل ہی الٹ گیا۔ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے نفرت عام ہوگئی۔ سب سے بڑی بات اور اہم بات یہ ہوئی کہ صحیح اسلامی اصولوں کی تلقین کرنے والی ایک مستحکم اسلامی جماعت ہمیشہ کے لئے وجود میں آگئی جس نے حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کو اپنے ایمان کا اصلی جزو قرار دے لیا اور ان کے مقصد کی اشاعت کو اپنا قومی شعار بنا لیا۔

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہی وہ خاص خصوصیتیں ہیں جنھوں نے اسے دنیا کے اس قسم کے تمام واقعات سے ممتاز کر دیا ہے اور غیر معمولی اہمیت وعظمت کا مالک بنا دیا ہے۔ شہادت حسینؓ اور اس کے تذکروں میں جو عام مرکزیت پیدا ہوگئی ہے اور اس کی طرف جو بے اختیاروں کھنچتے ہیں اس کا اصلی سبب یہی ہے کہ اخلاقی وتمدنی وسیاسی افادیت کا خزانہ ہے اور اس واقعہ کی تہوں میں جو انقلابی سبق چھپے ہوئے ہیں ان پر غور کرنے اور عمل پیرا ہونے سے نہ صرف افراد کی سیرتوں کی انسانی بنیادوں پر تعمیر ہو سکتی ہے بلکہ قوموں کا اجتماعی کردار انسانیت کے سانچوں میں ڈھل سکتا ہے۔ ایسی اہم افادی چیز کی حیثیت سبک کرنے کے لئے جب اس کے مقابلہ میں وہ واقعات رکھے جاتے ہیں جو اپنی جگہ پر اہم سہی لیکن اعلی خصوصیتیں نہیں رکھتے تو حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی۔

حصہ دوم

علمی تبرک

از

سید الشہداء امام عالی مقام

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

فیضان قمر قادریہ آرگنائزیشن
آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف۔ جھنگ

والیٔ کرب و بلا سیدنا امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی لازوال عظمتوں اور آپ کے علوی و روحانی کا ادراک کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ کا کلام منظوم ہو یا منثور آج بھی اس سے علم وحکمت کے انوار کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ تبرکاً البدایہ والنہایہ سے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے چند اشعار پیش کرتا ہوں جو حافظ ابن کثیر نے نقل کئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

لئن کانت الدنیا تعد نفیسۃ فدار ثواب اللہ اعلی وانبل

اگر یہ بات صحیح ہے کہ دنیا کی نعمتیں ایک نفیس چیز شمار کی جاتی ہیں تو دارِ آخرت میں جو ثواب ملے گا وہ تو بہت اعلیٰ اور بہت بہتر ہے۔

وان کانت الابدان للموت انشئت فقل امری بالسیف فی اللہ افضل

اور چونکہ یہ تمام بدن انسانوں کے فنا ہی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ لہٰذا انسان کا اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے فنا ہو جانا سب سے بہتر ہے۔

وان کانت الارزاق شیئًا مقدراً فقلۃ سعی المرٔ فی الرزق اجمل

اور چونکہ تمام روزیاں اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دی ہیں لہٰذا انسان کو روزی کمانے میں مختصر سی ہی کوشش کرنا ہی بہت ہی مناسب ہے۔

وان کانت الاموال للترک جمعھا فما بال متروکٍ بہ المرء یبخل

اور چونکہ سارے اموال جو جمع کرتا ہے بالآخر ایک دن اُن کو چھوڑتا ہی ہے پھر تعجب کی بات ہے کہ جو چیز چھوڑنی ہے اُس میں انسان کیوں اتنی مشقت کرتا ہے۔

اب آئیے! نثر کی طرف۔ "کلام الامام امام الکلام" کے مصداق واقعی حضرت امام سیدنا حسین علیہ السلام کا کلام منثور بھی فصاحت و بلاغت، سوز و گداز، نصائح پرتاثیر معانی ومفاہیم سے لبریز ہے۔ آپ کی تصنیفِ لطیف مرآت العارفین تقسیم ہند سے بہت پہلے "ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی کشمیری بازار لاہور" نے شائع کیا تھا۔ اب اس کا ایک نسخہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں صدر شعبہ فارسی حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری کے ذاتی علمی مخزوںے میں محفوظ ہے جو ان کی خصوصی عنایت سے آج ہی میرے ہاتھ لگا اس کا عکس میں ان کے شکریہ کے ساتھ "طلوع قمر" کے زیر نظر "سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نمبر" کی زینت بناتے ہوئے روحانی مسرت محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو دارین میں جزا عطا کرے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

یکم محرم 1437ھ

سلسلہ تصوف نمبر ۲

کلام الامام امام الکلام

الحمد للہ والمنت کہ کتاب فیض انتساب اصل کتب توحید سالکین متقدمین و متاخرین مسمّٰی بہ

مرآت العارفین

از تصنیف سید العارفین سبط رسول رب العالمین سید الشہدا مقبول خالق کونین

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس کو

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں بازار کشمیری

لاہور نے

کیو رائٹ پرنٹنگ ورکس باہتمام لالہ گوراند تمل طبع سے طبع کرایا

طبع ثالث ... قیمت مجلد ... چار آنے (۴؍)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ہدیہ بنام محب صاحبان علم و عرفان حضرت جناب محبوب الرسول قادری ... تابش قصوری ... ۱۵؍۱۰؍۲۰۱۵ء

مرآت العارفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بخشنے والا اور مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ مِنَ النُّوْنِ مَا اَدْرَجَ

سب حمد واسطے اللہ کے ہے جس نے ظاہر کیا دوات سے اُس چیز کو جس کو درج کیا تھا

فِی الْقَلَمِ وَاَبْرَزَ اِلَی الْوُجُوْدِ بِالْجُوْدِ مَا

قلم میں۔ اور ظاہر کیا طرف وجود کی ساتھ بخشش کے اُس چیز کو جس کو

اَکَنَّ فِی الْعَدَمِ۔ وَفَتَقَ مَا رَتَقَ وَاَظْهَرَ

پوشیدہ کیا تھا عدم میں۔ اور پھاڑا اُس کو جس کو جوڑا تھا اور ظاہر کیا

مَا کَتَمَ۔ وَعَلَّمَ بِالْقَلَمِ الْمُلَقَّبِ بِاُمِّ الْکِتٰبِ

اُس کو جس کو پوشیدہ کیا تھا۔ اور سکھلایا قلم کو جس کا لقب اُمّ الکتاب

وَاللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ الْمُسَمّٰی بِالْکِتٰبِ

اور لوح محفوظ کہ جس کا نام کتاب

الْمُبِیْنِ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ وَفَصَّلَ وَقَدَّرَ فِی

المبین ہے۔ وہ چیز کہ جس کو قلم نہ جانتا تھا۔ اور تفصیل اور اندازہ کیا

النَّفْسِ مَا فِی الْعَقْلِ اَجْمَلَ وَقَضٰی وَحَکَمَ

نفس میں اُس چیز کا جس کا عقل میں اجمال اور فیصلہ اور حکم کیا تھا۔

وَاَخْرَجَ اللَّوْحَ بِیَمِیْنِهٖ مِنْ یَسَارِهٖ کَمَا

اور نکالا لوح کو ساتھ داہنے ہاتھ اپنے کے بائیں اپنے سے جیسا کہ

اَخْرَجَ حَوَّاءَ مِنْ جَنْبِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

نکالا حوّا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے۔

کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ اَللّٰہُ الَّذِیْ

جیسا کہ فرمایا اللہ بلند اور پاک نے۔ اللہ وہ ہے جس نے

خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّهِیَ الْعَقْلُ

پیدا کیا تم کو ایک نفس سے اور وہ عقل ہے۔

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَهِیَ النَّفْسُ وَبَثَّ

اور پیدا کیا اُس سے اُس کی بیوی کو اور وہ نفس ہے۔ اور پھیلایا

مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً وَّهِیَ الْعُقُوْلُ

اُن دونوں سے مردوں بہتوں کو اور عورتوں کو۔ اور وہ عقل

وَالنُّفُوْسُ فَفَتَحَ بِالْهَبَاءِ الْمَوْسُوْمِ بِالْهَیُوْلٰی

اور نفس ہیں۔ اور کھولا غبار سے کہ جس کا نام ہیولےٰ

وَالْعَنْقَا صُوْرَةَ الْعَالَمِ وَفَتَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

اور عنقا ہے۔ صورت عالم کو۔ اور پھاڑا آسمانوں اور

الْاَرْضَ مِنَ الرَّتْقِ الْمُکَنّٰی بِالْعُنْصُرِ الْاَعْظَمِ

زمین کو چیز بستہ سے جس کی کنیت عنصر اعظم ہے

فَسُبْحَانَ مَنْ عَيَّنَ الْأَعْيَانَ بِالْفَيْضِ الْأَقْدَسِ

سو پاک ہے وہ ذات جس نے مقرر کیا ہر نفس کو ساتھ فیض کے جو پاک

الْأَقْدَمِ وَكَوَّنَ الْأَكْوَانَ بِالْفَيْضِ الْمُقَدَّسِ

اور قدیم ہے۔ اور پیدا کیا موجودہ چیزوں کو ساتھ فیض مقدس

الْمُقَدَّمِ۔ وَأَظْهَرَ الْقِدَمَ بِالْحُدُوثِ وَالْحُدُوثَ

اور مقدم کے۔ اور ظاہر کیا قدم کو بسبب حدوث کے اور حدوث کو

بِالْقِدَمِ۔ وَنَشَرَ الرَّقَّ الْمَنْشُورَ۔ وَكَتَبَ الْكِتَابَ

بسبب قدم کے اور منتشر کیا جھلی کھلی ہوئی کو۔ اور لکھا کتاب

الْمَسْطُورَ بِمِدَادِ الْوُجُودِ الْمُبْرِزِ مَا مَكَنَ فِي

مسطور میں ساتھ سیاہی وجود ظاہر ہونے والے کے اس چیز کو پوشیدہ تھی

بَاطِنِ الْمُتَكَلِّمِ۔ مِنَ الْحُرُوفِ وَالْكَلِمَاتِ

بیچ باطن متکلم کے۔ حروف اور کلمات

التَّامَّاتِ وَأَتَمَّ وَأَثْبَتَهُمَا فِيهِ وَرَقَمَ

تامہ سے اور پورا کیا اور ثابت کیا ان دونو کو اس میں اور لکھا

وَرَتَّبَهُمَا وَنَظَمَ۔ وَكَمَّلَهُمَا وَتَمَّمَ۔ وَفِي الْفَاتِحَةِ

اور مرتب کیا اُن دونو کو اور جوڑا اور کامل کیا ان کو اور تمام کیا۔ اور سورت فاتحہ میں

مَا فَصَّلَ فِي الْكِتَابِ أَدْرَجَ وَأَدْغَمَ

اور وہ چیز کہ تفصیل کیا ہے اُس کو بیچ کتاب کے درج کیا اور پوشیدہ کیا

وَمَا فِي الْفَاتِحَةِ فِي الْبَسْمَلَةِ وَمَا فِيهَا سَتَّرَ

اور وہ چیز کہ بیچ فاتحہ کے ہے بیچ بسملہ کے اور وہ چیز کہ اس میں ہے پوشیدہ کیا اُس کو

فِي الْبَاءِ وَمَا فِيهَا أَبْطَنَ فِي النُّقْطَةِ وَأَضْمَرَ

باء میں اور وہ چیز کہ اُس میں ہے درج کیا بیچ نقطہ کے اور پوشیدہ

وَأَبْهَمَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى الْاِسْمِ الْأَعْظَمِ

اور مبہم کیا۔ اور رحمت ہو اللہ کی اوپر اسم اعظم

وَالرِّدْءِ الْمُعَلِّمِ وَالْمُمِدِّ لِلْهِمَمِ بِالْقَوْلِ

اور یار سکھلانے والے کے۔ کہ مدد کرنے والا ہے واسطے قصدوں کے ساتھ قول

الْأَقْوَمِ مُحَمَّدٍ فَتَحَ بِهِ الْكِتَابَ وَخَتَمَ۔ وَمَيَّزَ

مضبوط کے جو محمد ہے شروع کیا ساتھ اُن کے کتاب کو اور ختم کیا۔ اور متمیز کیا

الْبَاطِلَ مِنَ الْحَقِّ وَالنُّورَ مِنَ الظُّلَمِ وَعَلٰى

باطل کو حق سے۔ اور نور کو اندھیرے سے اور اوپر

اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ

آل اُس کی کے اور اصحابوں اُس کے اور سلام ✦ بہرحال بعد حمد اور صلواۃ کے

فَإِنِّي أَجَبْتُ سُؤَالَكَ أَيُّهَا الْوَلَدُ الصَّالِحُ

پس تحقیق میں نے قبول کیا سوال تیرے کو اے میرے بیٹے صالح

لَمَّا سَأَلْتَنِي أَنْ أُثْبِتَ وَأَرْقُمَ لَكَ

جب کہ سوال کیا تو نے مجھ کو یہ بات کہ ثابت کروں اور لکھوں میں واسطے تیرے

فِي هٰذَا الْمُخْتَصَرِ شَيْئًا مِمَّا قَدَّرَ اللّٰهُ لِي

بیچ اس مختصر کے کچھ اُس علم سے کہ قدرت اللہ نے مجھ کو

فِي تَحْقِيقِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ الَّتِي

بیچ تحقیق فاتحۃ الکتاب کے جو

هِيَ أُمُّ الْكِتَابِ بِلِسَانِ أَهْلِ اللّٰهِ وَ

وہ اُم الکتاب ہے۔ ساتھ بولی اہل اللہ اور

خَاصَّتِهٖ وَسَمَّيْتُهٗ بِمِرْآةِ الْعَارِفِينَ

اس کے خواصوں کے اور نام رکھا میں نے اُس کا مرآۃ العارفین[1]

[1] مرآۃ (آئینہ) عارفین (خداشناس لوگ) خداشناس لوگوں کا آئینہ ✦ احمد

فی ملتمس زین العابدین واسئل

فی ملتمس زین العابدین اور سوال کرتا ہوں میں

العون من موجد الکون فانہ

مدد کا پیدا کرنے والے جہان کے سے اس لئے کہ وہ ہے

المستعان وعلیہ التکلان ✤ اعلم

مدد کرنے والا۔ اور اسی پر ہے توکل ✤ معلوم کر

ایھا الولد المؤید ان العالم عالمان

اے بیٹے تائید کئے گئے بیہ کہ عالم دو عالم ہیں

عالم الامر وعالم الخلق وکل واحد

(ایک) عالم امر اور (دوسرا) عالم خلق ۔ اور ہر ایک

منھما کتاب من کتب اللہ ولکل

ان دونوں سے کتاب ہے اللہ کی کتابوں سے اور واسطے ہر ایک

فاتحۃ ✤ وجمیع ما فی الکتاب مفصل

کے فاتحہ ہے ✤ اور تمام وہ اشیا کہ کتاب میں مفصل ہیں

فی الفاتحۃ مجمل ✤ فباعتبار اجمال

بیچ فاتحہ کے مجمل ہیں ✤ پس ساتھ اعتبار اس اجمال کے

ما فصل فی الکتاب فیھا سمیت

کہ تفصیل کیا گیا ہے بیچ کتاب کے اس میں نام رکھا گیا ہے۔

بام الکتاب وباعتبار تفصیل ما اجمل

ساتھ اُمّ الکتاب کے اور ساتھ اعتبار اس تفصیل کے کہ اجمال کیا گیا

فیھا فیما یلی مرتبتھما سمیت

ہے اس میں بیچ اس کے کہ ملتی ہے مرتبے ان کے کو نام رکھا گیا ہے

لے درخواست کردہ شدہ ۔ التماس کیا گیا ✤

مرتبۃ التفصیل بالکتاب المبین ✤

مرتبۃ التفصیل ساتھ کتاب المبین کے ✤

وکل موجود حرف باعتبار وکلمۃ

اور ہر ایک موجود حرف ہے ساتھ ایک اعتبار کے اور کلمہ ہے

باعتبار ومفرد ومقطع باعتبار و

ساتھ ایک اعتبار کے اور مفرد مقطع ہے ساتھ ایک اعتبار کے اور

الفاظ مرکب باعتبار وسورۃ باعتبار

الفاظ مرکب ۔۔ ہیں ساتھ ایک اعتبار کے اور سورۃ ہے ساتھ ایک اعتبار کے

لانا اذا نظرنا فی ذات کل موجود

اس لئے کہ جب ہم نظر کرتے ہیں بیچ ذات ہر ایک موجود کے

من غیر ان ننظر فی وجوھھا وخواصھا

سوائے اس کے کہ ہم نظر کریں بیچ اس کے وجوہ کے اور خواص کے

وعوارضھا ولوازمھا مجردۃ عن الکل

اور عوارض کے اور لوازم کے درانحالیکہ مجرد ہو کل سے

فباعتبار تجردھا عن الکل سمیناھا

پس باعتبار اس کے مجرد ہونے کے کل سے نام رکھتے ہیں اس کا

حرفا واذا نظرنا الی وجوھھا و

حرف ۔ اور جب ہم نظر تے ہیں طرف وجوہ اس کی کی اور

خواصھا وعوارضھا ولوازمھا و

خواص اور عوارض اور لوازم اور

اضفناھا الیھا فباعتبار اضافۃ الکل

نسبت کرتے ہیں ۔ ہم اس کو طرف اس کی پس باعتبار منسوب ہونے کل کے

إِلَيْهَا سَمَّيْنَاهَا كَلِمَةً وَبِاعْتِبَارِ تَجَرُّدِ

طرف اس کی نام رکھتے ہیں اس کا کلمہ اور باعتبار تجرد

كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَنِ الْمُضَافَاتِ وَالْمَنْسُوْبَاتِ

ہر موجود کے مضافات اور منسوبات سے

وَتَمَيُّزِ بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ سُمِّيَتْ حُرُوْفًا

اور تمیز بعض اس کی کے بعض سے نام رکھے گئے ہیں حروف

مُقَطَّعَةً مُفْرَدَةً وَبِاعْتِبَارِ عَدَمِ تَجَرُّدِهَا

مقطعہ مفردہ اور باعتبار نہ مجرد ہونے ان کے

عَنِ الْمُضَافَاتِ وَالْمَنْسُوْبَاتِ وَعَدَمِ تَمَيُّزِ

مضافات اور منسوبات سے اور نہ تمیز ہونے

بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ بَلْ تَدَاخُلِ بَعْضِهَا

بعض اس کے سے بعض سے بلکہ (باعتبار) متداخل ہونے بعض اس کے کے

فِي الْبَعْضِ سُمِّيَتْ أَلْفَاظًا مُّرَكَّبَةً

بعض میں نام رکھے گئے ہیں الفاظ مرکب

وَبِاعْتِبَارِ تَمَيُّزِ كَلِمَاتِ الْمُرَكَّبِ

اور باعتبار تمیز اُن کلمات کے کہ مرکب ہیں

بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ وَوُقُوْعِ كُلِّ مَوْجُوْدٍ

بعض اُن کے بعض سے اور (باعتبار) واقع ہونے ہر موجود کے

فِي مَرْتَبَةٍ سُمِّيَتْ سُوْرَةً ❁ فَإِذَا فَهِمْتَ

بیچ ایک مرتبہ کے نام رکھے گئے ہیں سورۃ ❁ پس جب سمجھا تو نے

هٰذَا فَاعْلَمْ أَيْضًا أَنَّ الْحَقَّ مَبْدَءُ الْكُلِّ

یہ پس معلوم کر یہ بھی کہ پروردگار مبدا ہے کل کا

وَمَعَادُهُ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ وَإِلَى

اور بازگشت اُس کی اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے امر کل اور طرف

اللهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ

اس کی عاقبت امور کی ہے اور ضروری ہے یہ کہ ہو

الْكُلُّ فِيْهِ قَبْلَ كَوْنِهِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ

ہر ایک اس میں پہلے وجود اپنے کے اور ضروری ہے یہ کہ ہو

فِي الْكُلِّ هُوَ إِذَا ثَبَتَ أَنَّهُ كَانَ وَلَا شَيْءَ

بیچ ہر ایک کے وہ ذات اور جب ثابت ہوچکا ہے یہ کہ وہ تھا اور نہیں کوئی

مَعَهُ وَهُوَ الْآنَ كَمَا كَانَ فَذَاتُ الْحَقِّ

چیز ساتھ اُس کے اور اب بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ تھا پس ذات پروردگار کی

سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِاعْتِبَارِ انْدِرَاجِ

جو پاک ہے۔ اور بلند ہے باعتبار درج ہونے

الْكُلِّ فِيْهَا هِيَ أُمُّ الْكِتَابِ وَعِلْمُهُ هُوَ

ہر ایک کے اس میں وہ ام الکتاب ہے اور علم اس کا وہ

الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ بِاعْتِبَارِ تَفْصِيْلِ

کتاب مبین ہے باعتبار اس تفصیل کے کہ

مَا انْدَرَجَ فِي الذَّاتِ الَّتِيْ قُلْنَا فِيْهَا إِنَّهُ

مندرج ہے بیچ اس ذات کے کہ کہا ہم نے بیچ اس کے یہ کہ وہ

أُمُّ الْكِتَابِ وَظُهُوْرُ مَا كَمَنَ فِيْهَا

ام الکتاب ہے۔ اور ظہور ہے اس چیز کا کہ پوشیدہ ہے اس میں

فَعِلْمُهُ بِذَاتِهِ مُسْتَلْزِمٌ لِعِلْمِهِ بِجَمِيْعِ

پس علم اس کا ساتھ اسکی ذات کے مستلزم ہے واسطے علم اس کے کے

الأشياء إذ جميع الأشياء كانت
تمام اشیا کو اس لئے کہ تمام اشیاء
مندرجة فيه كاندراج الشجرة في
داخل ہیں اس میں مثل داخل ہونے درخت کے بیچ
النواة فالعلم الذي قلنا فيه إنه هو
گٹھلی کے پس وہ علم کہ کہا ہے بیچ اس کے یہ کہ وہ
الكتاب المبين مرآة للذات التي قلنا
کتاب المبین ہے آئینہ ہے واسطے اس ذات کے کہ کہا ہے ہم نے
فيها إنها أم الكتاب والذات ظاهر
بیچ اس کے یہ کہ وہ ام الکتاب ہے اور ذات ظاہر ہے
فيها لأن العلم هو أول ما تعين به
اس میں اس لئے کہ علم وہ اول ہے اس چیز کا کہ تعین ہے ساتھ اس کے
الذات فالذات هي أم الكتاب من
ذات پس ذات وہ ام الکتاب ہے
الحقائق الإلهية والعلم هو الكتاب
حقایق الٰہیہ سے اور علم وہ کتاب
المبين من الحقائق الإلهية كما أن
المبین ہے حقایق الٰہیہ سے جیسا کہ تحقیق
القلم هو أم الكتاب من الحقائق
قلم وہ ام الکتاب ہے حقایق سے
الكونية واللوح المحفوظ هو الكتاب
کونیہ سے اور لوح محفوظ وہ کتاب

۱۰

المبين من الحقائق الكونية فبين
المبین ہے حقائق کونیہ سے پس درمیان
الذات والقلم مضاهاة من جهة
ذات اور قلم کے مشابہت ہے۔ جہت
الإجمال والكلية وكون الأشياء
اجمال اور کلیت کی سے اور ہونے اشیا کے
فيهما على وجه الكلي وكذلك بين
ان دونوں میں اوپر وجہ کلی کے اور ایسا ہی درمیان
اللوح والعلم مشابهة من جهة
لوح اور علم کے مشابہت ہے جہت
التفصيل وظهور الأشياء فيهما على
تفصیل سے اور ظہور اشیاء سے بیچ ان دونو کے اوپر
الوجه الجزئي فالقلم من هذا الوجه
وجہ جزئی کے پس قلم اس وجہ سے
في مرتبة الكونية مرآة الذات فما
بیچ مرتبہ کونیت کے آئینہ ذات کا ہے سو وہ چیز کہ
في الذات مندرج على وجه الكلي و
ذات میں داخل ہے اوپر وجہ کلی اور
الإجمالي فهو في القلم مودع على الوجه
اجمالی کے وہی قلم میں امانتہً رکھی گئی اوپر وجہ
الكلي والإجمالي واللوح المحفوظ أيضا
کلی اور اجمالی کے اور لوح محفوظ بھی

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ فِي الْمَرْتَبَةِ الْكَوْنِيَّةِ مِرْآةُ

اس وجہ سے بیچ مرتبہ کونیہ کے آئینہ

الْعِلْمِ فَمَا فِي الْعِلْمِ عَلَى الْوَجْهِ الْجُزْئِيِّ

علم کا ہے سو وہ چیز کہ علم میں ہے اوپر وجہ جزئی

وَالتَّفْصِيلِيِّ فَهُوَ فِي اللَّوْحِ ظَاهِرٌ عَلَى الْوَجْهِ

اور تفصیلی کے وہی بیچ لوح کے ظاہر ہے اوپر وجہ

الْجُزْئِيِّ وَالتَّفْصِيلِيِّ فَكَمَا عَلِمْتَ أَنَّ

جزئی اور تفصیلی کے پس جیسا کہ معلوم کیا تونے یہ کہ

لِعَالَمِ الْأَمْرِ كِتَابًا مُجْمَلًا مُلَقَّبًا بِأُمِّ الْكِتَابِ

واسطے عالم امر کے کتاب ہے مجمل کہ جس کا لقب ام الکتاب ہے

وَكِتَابًا مُفَصَّلًا مَوْسُومًا بِالْكِتَابِ

اور کتاب ہے مفصل کہ جس کا نام کتاب

الْمُبِينِ وَالْكِتَابُ الْمُجْمَلُ هُوَ الْعَقْلُ وَ

المبین ہے اور کتاب مجمل وہ عقل ہے اور

الْكِتَابُ الْمُبِينُ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ

کتاب مبین وہ لوح محفوظ ہے

فَاعْلَمْ كَذٰلِكَ أَنَّ لِعَالَمِ الْمُلْكِ كِتَابًا

پس معلوم کر اسی طرح یہ کہ واسطے عالم ملک کے کتاب ہے

مُجْمَلًا هُوَ الْعَرْشُ وَكِتَابًا مُفَصَّلًا هُوَ

مجمل وہ عرش ہے اور کتاب ہے مفصل وہ

الْكُرْسِيُّ فَبِاعْتِبَارِ انْدِرَاجِ مَا يُرِيدُ

کرسی ہے پس باعتبار داخل ہونے اس چیز کے کہ ارادہ کرتا ہے

أَنْ يُفَصَّلَ فِي الْكُرْسِيِّ مَا كَانَ فِي الْعَرْشِ

تفصیل کا بیچ کرسی کے وہ چیز کہ تھی بیچ عرش کے

مُجْمَلًا يُقَالُ لَهُ أُمُّ الْكِتَابِ وَ بِاعْتِبَارِ

مجمل کہا جاتا ہے اس کو ام الکتاب اور باعتبار

تَفْصِيلِ مَا كَانَ فِي الْعَرْشِ مُجْمَلًا فِي الْكُرْسِيِّ

تفصیل اس کے کہ تھی بیچ عرش کے مجمل بیچ کرسی کے

يُقَالُ لَهُ الْكِتَابُ الْمُبِينُ فَبَيْنَ الْعَرْشِ وَ

کہا جاتا ہے اس کو کتاب المبین پس درمیان عرش اور

الْقَلَمِ مُضَاهَاةٌ مِنْ جِهَةِ الْإِجْمَالِ

قلم کے مشابہت ہے جہت اجمال سے

وَكَوْنِ الْأَشْيَاءِ فِيهِمَا عَلَى الْوَجْهِ الْكُلِّيِّ

اور ہونے اشیا کے بیچ ان دونو کے اوپر وجہ کلی کے

وَكَذٰلِكَ بَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَاللَّوْحِ مُنَاسَبَةٌ

اور اسی طرح درمیان کرسی اور لوح کے مناسبت ہے

مِنْ جِهَةِ مَظْهَرِيَّتِهِمَا وَمِنْ جِهَةِ تَقْسِيمِ

جہت ظہور ان دونو سے اور جہت تقسیم

أَمْرٍ وَاحِدٍ فِيهِمَا بِالْقِسْمَيْنِ وَمِنْ جِهَةِ

امر واحد سے بیچ ان دونو کے ساتھ دو قسموں کے اور جہت

ظُهُورِ الْأَشْيَاءِ فِيهِمَا عَلَى الْوَجْهِ الْجُزْئِيِّ

ظہور اشیاء سے ان دونو میں اوپر وجہ جزئی

وَالتَّفْصِيلِيِّ فَالْعَرْشُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اور تفصیلی کے پس عرش اس وجہ سے

فی المرتبة الحسیة مراٰة القلم فما فی

نیچ مرتبہ حسی کے آئینہ قلم کا ہے سو وہ چیز کہ

القلم مندرج علی الوجه الکلی و

قلم میں داخل ہے اوپر وجہ کلی کے اور

الاجمالی فهو فی العرش مندرج کذلک

اجمالی کے وہی عرش میں داخل ہے اسی طرح

والکرسی ایضا من هذا الوجه فی

اور کرسی بھی اسی وجہ سے نیچ

المرتبة الحسیة مراٰة اللوح المحفوظ

مرتبہ حسی کے آئینہ لوح محفوظ کا ہے۔

فما فی اللوح المحفوظ ثابت علی الوجه

پس وہ چیز کہ لوح محفوظ میں ثابت ہے اوپر وجہ

الجزئی والتفصیلی فهو فی الکرسی ثابت

جزئی اور تفصیلی کے وہی کرسی میں ثابت ہے

علی الوجه الجزئی والتفصیلی فالقلم

اوپر وجہ جزئی اور تفصیلی کے۔ پس قلم کہ

المکنی بالعقل انموذج الذات ومراٰتها و

جس کی کنیت عقل ہے نمونہ ہے ذات کا اور آئینہ اس کا اور

مظهرها ومنصتها ومجلاها واللوح

جائے ظہور اور جائے وضاحت اور جائے جلوہ اس کے کی اور لوح

المسمی بالنفس انموذج القلم ومراٰته

کہ جس کا نام نفس ہے نمونہ ہے قلم کا اور آئینہ اس کا

ومظهره ومنصته ومجلاه والعرش

اور جائے ظہور اور جائے وضاحت اور جائے جلوہ اس کے کی اور عرش

انموذج القلم ومراٰته ومظهره ومنصته

نمونہ ہے قلم کا اور آئینہ اس کا اور جائے ظہور اور جائے وضاحت

ومجلاه والکرسی انموذج اللوح و

اور جائے جلوہ اس کے کی اور کرسی نمونہ لوح کا ہے اور

مراٰته ومظهره ومنصته ومجلاه فالعقل

آئینہ اس کا اور جائے ظہور اس کا اور جائے وضاحت اور جائے جلوہ اس کے کی پس عقل

نسخة الذات واللوح نسخة العلم و

نسخہ ذات کا ہے اور لوح نسخہ علم کا ہے اور

العرش نسخة القلم والکرسی نسخة

عرش نسخہ قلم کا ہے اور کرسی نسخہ

اللوح واما الانسان الکامل فهو نسخة

لوح کا ہے اور لیکن انسان کامل پس وہ کتاب

جامعة لجمیع النسخ وهو المستخرج و

جامعہ ہے تمام نسخوں کو اور وہ نکالا گیا اور

المستنبط من الکل وهو الجامع بین

استنباط کیا گیا ہے کل سے اور وہ جامع ہے درمیان

الحقائق الالهیة والکونیة فکما ان

حقائق الہیہ اور کونیہ سے پس جیسا کہ ذات

ذات الحق کتاب مجمل و ام جامع لجمیع

اللہ کی کتاب مجمل ہے اور کتاب جامع ہے واسطے تمام

الكتاب قبل تفصيلها و علمه تعالى

کتابوں کے قبل تفصیل ان کی کے اور علم اس اللہ تعالےٰ کا

بنفسه كتاب مبين تفصيلي مفصل

بنفسہ کتاب مبین ہے۔ مفصل تفصیل کیا گیا ہے

مبين فيه ما كان في الذات مضمرا كذلك

(اور) بیان کیا گیا ہے اس میں وہ چیز کہ تھی ذات میں پوشیدہ اسی طرح

الانسان الكامل كتاب جملي وام جامع

انسان کامل کتاب مجمل اور کتاب جامع ہے

لجميع الكتب بعد تفصيلها وعلمه بنفسه

واسطے تمام کتابوں کے بعد تفصیل ان کی کے اور علم اس کا بنفسہ

كتاب مبين تفصيلي مفصل مبين فيه

کتاب مبین ہے۔ کہ تفصیل کیا گیا اور بیان کیا گیا ہے اس میں وہ

ما كان في الانسان الكامل مجملا فعلم الانسان

چیز کہ تھی بیچ انسان کامل کے مجمل پس علم انسان

الكامل بذاته مراة لذاته وذاته ظاهرة

کامل کا ساتھ ذات اپنی کے آئینہ ہے واسطے ذات اس کی کے اور ذات اس کی

فيه و مميزة به كما ان علم الحق بذاته

ظاہر ہے اس میں اور متمیز ہے اس میں جیسا کہ تحقیق علم پروردگار کا ساتھ ذات اپنی کے

مراة لذاته وذاته ظاهرة فيه متعينة

آئینہ ہے واسطے ذات اسکی کے اور ذات اس کی ظاہر ہے اس میں متعین

به فبين ذات الحق سبحانه وذات

ساتھ اس کے پس درمیان ذات اللہ پاک کے اور ذات

الانسان الكامل مضاهاة من جهة

انسان کامل کے مشابہت ہے جہت

الكلية والاجمال و كون الاشياء فيهما

کلیت اور اجمال سے اور ہونے اشیا سے بیچ ان دونو کے

على الوجه الكلي و الاجمالي و

اوپر وجہ کلی اور اجمالی کے اور

بين علم الحق وعلم الانسان الكامل

درمیان علم اللہ کے اور علم انسان کامل کے

مضاهاة من حيث مظهريته لتفصيل

مناسبت ہے حیثیت ظہور تفصیل اس چیز کی سے

ما اجمل فالانسان الكامل مراة تامة

کہ مجمل ہے پس انسان کامل آئینہ ہے تامہ

للذات بسبب هذه المضاهاة والذات

واسطے ذات کے بسبب اس مناسبت کے اور ذات

متجلية عليه على الوجه الكلي والجملي

متجلی ہے اس پر اوپر وجہ کلی اور اجمالی کے

وعلم الانسان الكامل مراة لعلم الحق و

اور علم انسان کامل کا آئینہ ہے واسطے علم اللہ کے اور

علم الحق متجل عليه وظاهر به فما في

علم اللہ کا متجلی ہے اس پر اور ظاہر ہے ساتھ اس کے پس وہ چیز کہ

الذات مندرج على الوجه الكلي و

ذات میں داخل ہے اوپر وجہ کلی اور

الاجمالی فهو فی الانسان الکامل مندرج

اجمالی کے سو وہی انسان کامل میں داخل ہے

علی ذلک الوجه وما فی علم الحق ظاهر

اوپر اسی وجہ کے اور وہ چیز کہ بیچ علم اللہ کے ظاہر ہے

علی الوجه الجزئی والتفصیلی فهو فی

اوپر وجہ جزئی اور تفصیلی کے سو وہی بیچ

علم الانسان الکامل ظاهر علی الوجه

علم انسان کامل کے ظاہر ہے اوپر وجہ

الجزئی والتفصیلی بل علمه علمه و

جزئی اور تفصیلی کے بلکہ علم اس کا علم اس کا ہے اور

ذاته ذاته بلا اتحاد معه ولا حلول

ذات اسکی ذات اس کی ہے سوائے اتحاد کے ساتھ اس کے اور سوائے حلول کے

فیه ولا صیرورته هو لانها محال

اس میں اور سوائے ہونے اس کے کے وہی اس لئے کہ یہ محال ہے

لان الاتحاد یحصل من الوجودین

کیونکہ اتحاد حاصل ہوتا ہے دو وجودوں سے

وکذا الحلول والصیرورة وما ثم الا

اور ایسا ہی ہے حلول اور صیرورۃ اور نہیں ہے اس جگہ مگر

وجود واحد والاشیاء موجودة

وجود ایک اور اشیاء موجود ہیں

به معدومة بنفسها فکیف تتحد

ساتھ اس کے معدوم اپنی ذات میں پس کس طرح متحد ہوسکتا ہے

من هو موجود به ومعدوم بنفسه

وہ شخص کہ موجود ہے ساتھ اس کے اور معدوم ہے بنفسہ

ولو تسمع الاتحاد من اهل الله او تجد

اور اگر سُنے تو اتحاد کو اہل اللہ سے یا دیکھے تو

فی مصنفاتهم فلا تفهم ما فهمت من

بیچ اُن کی تصنیفوں کے پس نہ سمجھ تو جو تو نے سمجھا ہے

الاتحاد الذی قلنا فیه انه یحصل

اتحاد سے وہ کہ کہا ہے ہم نے بیچ اس کے یہ کہ حاصل ہوتا ہے

من الوجودین اذ لیس مرادهم بالاتحاد

دو وجودوں سے اس لئے کہ نہیں ہے مراد انکی ساتھ اتحاد کے

الا شهود الوجود الحق الواحد المطلق

مگر شہود وجود واحد مطلق کا

الذی الکل به موجود فیتحد به الکل

وہ کہ کل ساتھ اس کے موجود ہے پس متحد ہوگا ساتھ اسکے کل

من حیث کون کل شیء موجودا به

باعتبار ہونے ہر شے کے بیچ موجود ساتھ اسکے

ومعدوما فی نفسه لا من حیث ان له

اور معدوم بیچ نفس اپنے کے نہ اس اعتبار سے کہ واسطے اُس کے

وجودا خاصا اتحد به الکل فانه محال

وجود خاص ہے متحد ہے ساتھ اس کے کل اس لئے کہ یہ محال ہے

[illegible]ذا الوجود الواحد ظهور وهو العالم

[illegible]اسطے اس وجود واحد کے ظہور ہے اور وہ عالم ہے

وَبُطُونٌ وَهُوَ الْاَسْمَاءُ وَبَرْزَخٌ جَامِعٌ
اور بطون ہے اور وہ آسمان ہیں اور برزخ ہے جامع
فَاصِلٌ بَيْنَهُمَا لِيَتَمَيَّزَ بِهِ الظُّهُورُ عَنِ
فاصل درمیان اُن دونوں کے تاکہ متمیز ہو ساتھ اس کے ظہور
الْبُطُونِ وَهُوَ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ فَالظُّهُورُ
بطون سے اور وہ انسان کامل ہے پس ظہور
مِرْاٰةُ الظُّهُورِ وَالْبُطُونُ مِرْاٰةُ الْبُطُونِ وَ
آئینہ ہے ظہور کا اور بطون آئینہ ہے بطون کا اور
مَا كَانَ بَيْنَهُمَا فَهُوَ مِرْاٰةٌ جَمْعًا وَّتَفْصِيلًا
وہ جو درمیان ان دونوں کے ہے وہ آئینہ جامع اور فاصل
وَاِذَا تَقَرَّرَ هٰذَا فَلْيَرْجِعْ اِلٰى مَا كُنَّا
اور جب ثابت ہُوا یہ امر پس لوٹتے ہیں ہم طرف اس کی کہ تھے ہم
بِسَبِيلِهِ فَنَقُولُ كَمَا اَنَّ بَيْنَ ذَاتِ الْحَقِّ وَ
اس کے راستہ پر پس ہم کہتے ہیں جیساکہ تحقیق درمیان ذات اللہ کے اور
ذَاتِ الْاِنْسَانِ الْكَامِلِ وَعِلْمِ الْحَقِّ وَعِلْمِهِ
ذات انسان کامل کے اور علم اللہ اور علم اس کے کے
مُضَاهَاةٌ وَّاَنَّ كُلَّ مَا فِيهَا مُجْمَلٌ فَهُوَ
مشابہت ہے اور تحقیق ہر وہ چیز کہ اس میں مجمل ہے وہی
فِيهَا مُجْمَلٌ وَّكُلُّ مَا فِيهِ مُفَصَّلٌ فَهُوَ فِيهِ
اس میں مجمل ہے اور وہ چیز کہ اس میں مفصل ہے وہی اس میں
مُفَصَّلٌ كَذٰلِكَ بَيْنَ الْقَلَمِ وَرُوحِ الْاِنْسَانِ
مفصل ہے اسی طرح درمیان قلم کے اور روح انسان کے

وَاللَّوْحِ وَقَلْبِ الْاِنْسَانِ وَالْعَرْشِ وَجِسْمِ
اور درمیان لوح کے اور دل انسان کے اور درمیان عرش کے اور جسم
الْاِنْسَانِ وَالْكُرْسِيِّ وَنَفْسِ الْاِنْسَانِ
انسان کے اور درمیان کرسی کے اور نفس انسان کے
مُضَاهَاةٌ وَّكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهَا مِرْاٰةٌ لِّمَا يُضَاهِيهِ
مشابہت ہے اور ہر ایک ان سے آئینہ ہے واسطے اس کے کہ مشابہ ہے اسکو
فَكُلُّ مَا فِي الْقَلَمِ مُجْمَلٌ فَهُوَ فِي رُوحِهِ مُجْمَلٌ وَّ
پس ہر وہ چیز کہ قلم میں مجمل ہے وہی انسان کی روح میں مجمل ہے اور
كُلُّ مَا فِي اللَّوْحِ مُفَصَّلٌ فَهُوَ فِي قَلْبِهِ
ہر وہ چیز کہ لوح میں مفصل ہے وہی اس کے دل میں
مُفَصَّلٌ وَّكُلُّ مَا فِي الْعَرْشِ مُجْمَلٌ فَهُوَ فِي
مفصل ہے اور ہر وہ چیز کہ عرش میں مجمل ہے وہی
جِسْمِهِ مُجْمَلٌ وَّكُلُّ مَا فِي الْكُرْسِيِّ مُفَصَّلٌ
اس کے جسم میں مجمل ہے اور ہر وہ چیز کہ کرسی میں مفصل ہے
فَهُوَ فِي نَفْسِهِ مُفَصَّلٌ فَالْاِنْسَانُ كِتَابٌ
وہی اس کے نفس میں مفصل ہے پس انسان کتاب
جَامِعٌ لِّجَمِيعِ الْكُتُبِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالْكَوْنِيَّةِ
جامع ہے واسطے تمام کتابوں الٰہیہ کے اور کونیہ کے
كَمَا قُلْنَا فِي حَقِّ الْحَقِّ اِنَّ عِلْمَهُ بِذَاتِهِ
جیساکہ کہا ہم نے بیچ حق اللہ کے کہ علم اس کا بذاتہ
مُسْتَلْزِمٌ لِّعِلْمِهِ بِجَمِيعِ الْاَشْيَاءِ وَاِنَّهُ
مستلزم ہے واسطے اس کے علم کے تمام اشیا کو اور تحقیق

يَعْلَمُ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ مِنْ عِلْمِهٖ بِذَاتِهٖ

جانتا ہے وہ تمام اشیاء کو اپنے علم سے ساتھ ذات اپنی کے

كَذٰلِكَ نَقُولُ فِي حَقِّ الْإِنْسَانِ الْكَامِلِ

ایسا ہی کہتے ہیں ہم بیچ حق انسان کامل کے

إِنَّ عِلْمَهٗ بِذَاتِهٖ مُسْتَلْزِمٌ لِعِلْمِهٖ بِجَمِيعِ

بیہ کہ علم اس کا بذاتہ مستلزم ہے واسطے اس کے علم کے تمام

الْأَشْيَاءِ وَإِنَّهٗ يَعْلَمُ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ

اشیاء کو اور تحقیق وہ جانتا ہے تمام اشیاء کو

مِنْ عِلْمِهٖ بِذَاتِهٖ لِأَنَّهٗ هُوَ جَمِيعُ الْأَشْيَاءِ

اپنے علم سے ساتھ ذات اپنی کے اس لئے کہ وہ مجموعہ اشیاء کا ہے

إِجْمَالًا وَّتَفْصِيلًا فَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ

اجمال اور تفصیل ہیں سو جس نے پہچانا اپنے نفس کو

عَرَفَ رَبَّهٗ وَعَرَفَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ

پہچانا اپنے رب کو اور پہچانا اس نے سب چیزوں کو

فَفِكْرُكَ يَا وَلَدِي فِيكَ يَكْفِيكَ فَلَيْسَ

پس فکر تیرا اے فرزند میرے بیچ اپنے کافی ہے تجھے کیونکہ

شَيْءٌ خَارِجًا مِنْكَ كَمَا قَالَ أَبِي

کوئی چیز خارج تجھ سے جیساکہ فرمایا ہے باپ میرے

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے

كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ شعر

بزرگی بخشے اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو شعر

دَاؤُكَ فِيكَ وَمَا تَشْعُرُ

درد تیرا تیرے بیچ ہے اور تو نہیں جانتا

دَوَاؤُكَ مِنْكَ وَمَا تُبْصِرُ

دوا تیری تجھ سے ہے اور تو نہیں دیکھتا

وَتَزْعَمُ أَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيرٌ

اور تو گمان کرتا ہے کہ یہی چھوٹا سا جسم ہے

وَفِيكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْأَكْبَرُ

حالانکہ بیچ تیرے سمٹا ہے بڑا جہان

وَأَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِينُ الَّذِي

اور تو وہ کتاب روشن ہے کہ جس کے

بِأَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ

حرفوں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے پوشیدہ چیز

فَلَا حَاجَةَ لَكَ مِنْ خَارِجٍ

پس نہیں کوئی حاجت واسطے تیرے خارج سے

وَفِكْرُكَ فِيكَ وَمَا تُفَكِّرُ

اور فکر تیرا بیچ تیرے ہے حالانکہ تو نہیں فکر کرتا

أَمَا تَسْمَعُ كَيْفَ يَقُولُ الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ

کیا تو نہیں سنتا کہ کس طرح کہتا ہے اللہ غالب اور بزرگ

(اِقْرَأْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پڑھ تو کتاب اپنی کافی ہے نفس تیرا آج کے دن اوپر تیرے

حَسِيْبًا ؕ) فَمَنْ قَرَأَ هٰذَا الْكِتَابَ فَقَدْ

حساب کرنے والا پس جس نے پڑھا اس کتاب کو سو اس نے

عَلِمَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَّمَا هُوَ يَكُوْنُ
معلوم کیا اس چیز کو کہ ہو چکی ہے اور وہ جو ہونے والی ہے اور وہ جو ہو گی

فَاِنْ لَّمْ تَقْرَءْ بِتَمَامِهٖ فَاقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ
پس اگر نہ پڑھے تو بتمامہ پس پڑھ جس قدر کہ آسان ہو اس سے

اَلَا تَرٰى كَيْفَ يَقُوْلُ الْحَقُّ سُبْحَانَهٗ (سَنُرِيْهِمْ
کیا نہیں دیکھتا تو کہ کس طرح کہتا ہے اللہ جو پاک ہے۔ جلدی ہی دکھائیں گے ہم انکو

اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
نشانیاں اپنی بیچ جہان کے اور بیچ ان کے نفسوں کے تاکہ ظاہر ہوگا

لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ) وَكَيْفَ يَقُوْلُ سُبْحَانَهٗ
واسطے اُن کے یہ کہ وہ حق ہے۔ اور کس طرح کہتا ہے وہ جو پاک

وَتَعَالٰى (وَفِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) وَكَيْفَ
اور بلند ہے۔ اور بیچ تمہارے نفسوں کے کیا پس نہیں دیکھتے تم۔ اور کس طرح

يَقُوْلُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ
کہتا ہے جو پاک ہے اور بلند ہے الم یہ کتاب ہے

لَا رَيْبَ فِيْهِ) اَلْاَلِفُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْاَحَدِيَّةِ
نہیں شک بیچ اس کے۔ الف اشارہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے طرف احدیت

الذَّاتِيَّةِ اَيِ الْحَقِّ مِنْ حَيْثُ هُوَ اَوَّلُ
ذاتیہ کی یعنے طرف حق کی اس حیثیت سے کہ وہ اول

الْاَشْيَاءِ فِىْ اَزَلِ الْاٰزَالِ ۞ وَاللَّامُ يُشَارُ بِهٖ
اشیاء کا ہے بیچ ابتدا وقت کے ۞ اور لام اشارہ کیا جاتا ہے ساتھ اسکے

اِلَى الْوُجُوْدِ الْمُنْبَسِطِ عَلَى الْاَعْيَانِ
طرف وجود کی کہ منکشف ہے اوپر اعیان کے

فَاِنَّ اللَّامَ لَهٗ قَائِمَةٌ وَّهِيَ الْاَلِفُ وَلَهٗ
اس لئے کہ لام واسطے اس کے قائمہ ہے اور وہ الف ہے اور واسطے اس کے

ذَيْلٌ وَّهِيَ دَائِرَةُ النُّوْنِ ۔ وَالنُّوْنُ عِبَارَةٌ
دامن ہے اور وہ دائرہ نون کا ہے ۔ اور نون مراد ہے

عَنْ دَائِرَةِ الْكَوْنِ فَاتِّصَالُ الْقَائِمَةِ
دائرہ کون سے پس اتصال قائمہ کا

بِالذَّيْلِ دَلِيْلُ انْبِسَاطِ الْوُجُوْدِ عَلَى الْكَوْنِ
ساتھ دامن کے دلیل ہے منکشف ہونے وجود کی اوپر کون

الْجَامِعِ ۞ وَالْمِيْمُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْكَوْنِ الْجَامِعِ
جامع کے ۔ اور میم اشارہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے طرف کون جامع کی

وَهُوَ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ فَالْحَقُّ وَالْعَالَمُ
اور وہ انسان کامل ہے پس حق اور عالم

وَالْاِنْسَانُ الْكَامِلُ كِتَابٌ لَّا رَيْبَ
اور انسان کامل کتاب ہے کہ نہیں شک

فِيْهِ وَلِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
بیچ اس کے اور ایسا ہی کہا ہے اللہ تعالےٰ نے ۔ کہ کافی ہے اللہ

شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ
گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وہ کہ نزدیک اس کے علم

الْكِتٰبِ) فَهٰذَا يَا وَلَدِىْ هُوَ الْكِتٰبُ
کتاب کا ہے ۔ پس یہ اے فرزند میرے وہ کتاب ہے

وَعِلْمُ الْكِتٰبِ وَاَنْتَ الْكِتٰبُ كَمَا قُلْتُ
اور علم کتاب کا اور تو کتاب ہے جیساکہ میں نے کہا ہے

وَعِلْمُكَ بِكَ عِلْمُ الْكِتَابِ (وَلَا رَطْبٍ)
اور علم تیرا ساتھ تیرے علم الکتاب ہے اور نہ تر

أَيْ عَالَمُ الْمُلْكِ (وَلَا يَابِسٍ) وَهُوَ عَالَمُ
یعنے عالم ملک اور نہ خشک اور وہ عالم

الْمَلَكُوتِ وَلَا أَعْلَىٰ مِنْهُ (إِلَّا فِي كِتَابٍ
ملکوت ہے اور نہ اعلیٰ اس سے مگر بیچ کتاب

مُّبِينٍ) وَهُوَ أَنْتَ وَأَمَّا الْكِتَابُ الَّذِي
مبین کے ہے۔ اور وہ تو ہے اور لیکن وہ کتاب کہ

أُنْزِلَ عَلَى الْإِنْسَانِ الْكَامِلِ فَهُوَ بَيَانُ
نازل کی گئی ہے اوپر انسان کامل کے سو وہ بیان

الْمَرَاتِبِ الْكُلِّيَّةِ الْجُمْلِيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ التَّفْصِيلِيَّةِ
مراتب کلیہ اجمالیہ کا ہے اور جزئیہ تفصیلیہ

الْإِنْسَانِيَّةِ فَهُوَ بَيَانُ الْكِتَابِ وَالْإِنْسَانُ
انسانیہ کا ہے پس وہ بیان کتاب کا ہے اور انسان

الْكَامِلُ مَرْتَبَةُ وَحْدَتِهِ وَجَمْعِيَّتِهِ وَقَدْ
کامل مرتبہ اس کی وحدت اور جمعیت کا ہے اور تحقیق

فَصَّلَ مَرَاتِبَ تَفْصِيلِهِ لِأَنَّهُ بَيَّنَ الْفَرْقَ
مفصل کردیا اس نے مراتب اس کی تفصیل کے اس لئے کہ بیان کیا اُسنے فرق

بَيْنَ مَقَامَاتِهِ وَمَرَاتِبِهِ وَأَطْوَارِهِ وَأَدْوَارِهِ
درمیان اس کے مقامات کے اور اس کے مراتب اور اطوار اور دروں

وَذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ لِأَنَّهُ يَحْكِي عَنِ
اور ذات اور صفات اور افعال کے اس لئے کہ وہ حکایت کرتا ہے

الذَّاتِ وَالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَالْأَفْعَالِ
ذات اور اسماء اور صفات اور افعال سے

وَعَنِ الْعَوَالِمِ وَأَهْلِهَا وَمَرَاتِبِ الْعَوَالِمِ وَ
اور عوالم[1] سے اور اس کے اہل سے اور مراتب عوالم سے اور

وَأَهْلِهَا وَأَحْوَالِ الْعَوَالِمِ وَأَهْلِهَا فِي كُلِّ
اس کے اہل سے اور احوال عوالم سے اور اس کے اہل سے بیچ ہر ایک

مَوْطِنٍ مِّنَ الْمَوَاطِنِ وَعَنِ اقْتِضَاءِ أَهْلِهَا
مکان کے مکانوں سے اور خواہش اس کے اہل سے

إِجْمَالًا وَّتَفْصِيلًا وَّهٰذِهٖ تَفَاصِيلُ مَرَاتِبِ
اجمالاً و تفصیلاً اور یہ تفصیلیں مراتب

الْإِنْسَانِ وَهُوَ مَجْمُوعُ جَمِيعِهَا فَثَبَتَ أَنَّ
انسان کی ہیں اور وہ مجموعہ ہے تمام کا پس ثابت ہوا کہ

هٰذَا الْكِتَابَ مُعَرِّفُ الْإِنْسَانِ وَمُبَيِّنُ
یہ کتاب تعریف کرنے والی ہے انسان کی اور بیان کرنے والی

مَرَاتِبِهِ الْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ وَإِذَا تَقَرَّرَ
اس کے مراتب کلیہ اور جزئیہ کی اور جب ثابت ہوچکا

هٰذَا فَاعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ الْمُنَزَّلَ عَلَى الْإِنْسَانِ
یہ پس معلوم کر کہ واسطے کتاب کے جو نازل کی گئی ہے اوپر انسان

الْكَامِلِ فَاتِحَةٌ مُّسَمًّى بِأُمِّ الْكِتَابِ وَ
کامل کے فاتحہ ہے جس کا نام ام الکتاب ہے اور

جَمِيعُ مَا فِي الْكِتَابِ مُفَصَّلٌ فِيهَا مُجْمَلٌ
تمام وہ چیز کہ بیچ کتاب کے مفصل ہے بیچ اس کے مجمل ہے

[1] عوالم جمع ہے عالم کی جس کے معنی ہیں دنیا جہان۔

وَمَا فِيهَا مُجْمَلٌ فَهُوَ فِي الْكِتَابِ مُفَصَّلٌ
اور وہ چیز کہ بیچ اس کے مجمل ہے وہی بیچ کتاب کے مفصل ہے

وَالْفَاتِحَةُ فِي الْبَسْمَلَةِ وَالْبَسْمَلَةُ فِي الْبَاءِ
اور فاتحہ بیچ بسم اللہ کے ہے اور بسم اللہ باء میں

وَالْبَاءُ فِي النُّقْطَةِ مُنْدَرِجَةٌ فَهِيَ أُمُّ الْكِتَابِ
اور باء نقطہ میں داخل ہے پس یہ ام الکتاب ہے

وَجَمِيعُ الْكِتَابِ كَائِنٌ فِيهِ الْحُرُوفُ
اور جمیع الکتاب ہے کہ ہونے والے ہیں اس میں حروف

الْمُقَطَّعَاتُ وَالْمُتَّصِلَاتُ وَالْأَلْفَاظُ وَ
مقطعات اور متصلات اور الفاظ اور

الْكَلِمَاتُ وَالسُّوَرُ وَالْآيَاتُ وَالْكِتَابُ
کلمات اور سورتیں اور آیتیں اور کتاب

عِبَارَةٌ عَنْ اِنْبِسَاطِهَا وَتَعَيُّنِهَا بِجَمِيعِهَا
مراد ہے فراخی اس کی سے اور تعین اس کے سے بتمامہا

وَانْدِرَاجُ الْكُلِّ فِيهَا عِبَارَةٌ عَنْ عَدَمِ
اور داخل ہونا کل کا اس میں مراد ہے عدم

اِنْبِسَاطِهَا إِذْ مَا ثَمَّهُ شَيْءٌ غَيْرُهَا فَمَنْ
فراخی اس کی سے اس لئے کہ نہیں اس جگہ کوئی چیز سوائے اس کے سو جس نے

عَرَفَ مَا قُلْنَا عَرَفَ مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى
پہچانا اس چیز کو کہ ہم نے کہا ہے پہچانے معنے قول اللہ تعالے کے

(أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ
کیا نہیں دیکھتا تو طرف رب اپنے کی کہ کس طرح کھینچا اس نے سائے کو اور اگر چاہتا

لَجَعَلَهُ سَاكِنًا) فَمَدُّ الظِّلِّ عِبَارَةٌ
البتہ کرتا اس کو ساکن) پس کھینچے سایہ سے مراد ہے

عَنِ انْبِسَاطِ النُّقْطَةِ الْوُجُودِيَّةِ
فراخی نقطہ وجودیہ سے

وَتَعَيُّنِهَا بِتَعَيُّنَاتِ الْحُرُوفِ الْإِلٰهِيَّةِ وَ
اور تعین اس کے سے ساتھ تقریری حروف الٰہیہ اور

الْكَوْنِيَّةِ وَالسُّكُونُ عِبَارَةٌ عَنْ عَدَمِ
کونیہ سے اور سکون مراد ہے عدم

اِنْبِسَاطِ النُّقْطَةِ الْوُجُودِيَّةِ وَتَعَيُّنِهَا
فراخی نقطہ وجودیہ سے اور عدم تعین اس کے سے

بِتَعَيُّنَاتِ الْحُرُوفِ الْإِلٰهِيَّةِ وَالْكَوْنِيَّةِ
ساتھ تقرر حروف آلہیہ اور کونیہ کے

وَبَقَائِهَا عَلَى بَسَاطَتِهَا الْمُنَبِّهَةِ عَلَيْهَا
اور عدم بقا اس کے سے اوپر فراخی اس کی کے جو چاہنے والی ہے اوپر اس کے

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (كُنْتُ كَنْزًا) فَهٰذِهِ
بیچ قول اللہ تعالے کے (میں تھا خزانہ) پس یہ

النُّقْطَةُ الْبَائِيَّةُ إِشَارَةٌ إِلَى النُّقْطَةِ
نقطہ بائیہ اشارت ہے طرف نقطہ

الْوُجُودِيَّةِ وَبَاءُ الْبَسْمَلَةِ إِشَارَةٌ إِلَى
وجودیہ کی اور باء بسم اللہ کی اشارت ہے طرف

أُمِّ الْكِتَابِ الثَّانِي وَهُوَ الْقَلَمُ وَلَا رَيْبَ
ام الکتاب دوسری کی اور وہ قلم ہے اور نہیں شک اس میں

أَنَّهُ كَانَ فِيهِ مُنْدَرِجًا وَالْبَسْمَلَةُ

کہ تھا وہ داخل اس میں اور بسم اللہ

إِشَارَةٌ إِلَى أُمِّ الْكِتَابِ الثَّالِثِ وَهُوَ

اشارت ہے طرف ام الکتاب تیسری کی اور وہ

الْعَرْشُ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْعَرْشَ كَانَ

عرش ہے اور نہیں شک اس میں کہ عرش تھا

مُنْدَرِجًا فِي الْعَقْلِ الَّذِي هُوَ الْقَلَمُ

داخل بیچ اس عقل کے کہ وہ قلم ہے

وَالْفَاتِحَةُ إِشَارَةٌ إِلَى الْكِتَابِ الْجَامِعِ

اور فاتحہ اشارت ہے طرف کتاب جامع کی

وَهُوَ الْإِنْسَانُ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِنْسَانَ

اور وہ انسان ہے اور نہیں شک اس میں کہ انسان

قَبْلَ ظُهُورِهِ كَانَ مُنْدَرِجًا فِي جَمِيعِ

قبل ظہور اپنے کے تھا داخل بیچ تمام

الْمَرَاتِبِ كَانْدِرَاجِ الْكُلِّ فِيهِ بَعْدَ ظُهُورِهِ

مراتب کے مثل داخل ہونے کل کے بیچ اس کے بعد ظہور اس کے کے

وَانْبِسَاطُ النُّقْطَةِ فِي ذَاتِهَا إِشَارَةٌ إِلَى

اور فراخی نقطہ کی بیچ ذات اپنی کے اشارت ہے طرف

الْكِتَابِ الْمُبِينِ الْأَوَّلِ وَانْبِسَاطُ الْبَاءِ

کتاب مبین اول کی اور فراخی باء کی

بِالسِّينِ إِشَارَةٌ إِلَى الْكِتَابِ الْمُبِينِ الثَّانِي

ساتھ سین کے اشارت ہے طرف کتاب مبین دوسری کی

وَتَفْصِيلُ حُرُوفِ الْبَسْمَلَةِ وَتَدَاخُلُ

اور تفصیل حروف بسم اللہ کی اور تداخل

بَعْضِهَا فِي الْبَعْضِ إِشَارَةٌ إِلَى الْكِتَابِ الْمُبِينِ

بعض اس کے کی بعض میں اشارت ہے طرف کتاب مبین

الثَّالِثِ وَتَكْرَارُ مَا فِي الْبَسْمَلَةِ فِي الْفَاتِحَةِ

تیسری کی اور تکرار اس کا جو بیچ بسم اللہ کے بیچ فاتحہ کے

وَتَضَاهِي بَعْضِهَا الْبَعْضَ إِشَارَةٌ إِلَى

اور مشابہ ہونا بعض کا واسطے بعض کے اشارت ہے طرف

الْكِتَابِ الْمُبِينِ الرَّابِعِ وَجَمِيعُ الْقُرْآنِ

کتاب مبین چوتھی کی اور تمام قرآن

مِنَ الْفَاتِحَةِ إِشَارَةٌ إِلَى مَرَاتِبِ الْعَالَمِ وَ

فاتحہ سے اشارت ہے طرف مراتب عالم کی اور

أَجْزَائِهَا فَافْهَمْ وَإِذَا تَقَرَّرَ هٰذَا فَاعْلَمْ

اس کی جزوں کی پس سمجھ اور جب ثابت ہوچکا یہ پس معلوم کر

أَنَّ الْفَاتِحَةَ تَنْقَسِمُ عَلَى ثَلٰثَةِ أَقْسَامٍ

کہ تحقیق فاتحہ منقسم ہوتی ہے اوپر تین قسموں کے

قِسْمٌ مُتَعَلِّقٌ بِالْحَقِّ وَقِسْمٌ مُتَعَلِّقٌ

ایک قسم متعلق ساتھ اللہ کے اور دوسری قسم متعلق ہے

بِالْخَلْقِ وَقِسْمٌ جَامِعٌ بَيْنَهُمَا كَمَا

ساتھ خلقت کے اور تیسری قسم جامع ہے درمیان ان دونو کے جیسا کہ

رَوٰى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضؓ نے نبی صلے اللہ علیہ

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ (مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً

وسلم سے یہ کہ فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پڑھی نماز

لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا اُمُّ الْكِتَابِ فَهِيَ

نہیں پڑھا اس میں ام لکتاب سو وہ

خِدَاجٌ ثَلٰثًا) اَيْ غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ

ناقص ہے یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا) یعنے نہیں کامل ہوتی پس کہا گیا

لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ

واسطے ابی ہریرہ کے تحقیق ہم ہوتے ہیں پیچھے امام کے

قَالَ اقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ

کہا پڑھ اس کو بیچ دل اپنے کے اس لئے کہ میں نے سُنا ہے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ

کہ فرماتے کہا ہے اللہ تعالے نے تقسیم کیا میں نے نماز کو

بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ

درمیان اپنے اور درمیان بندے اپنے کے دو حصے اور بندے میرے لیے

مَاسَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

وہ چیز ہے جو سوال کرے پس جس وقت کہتا ہے بندہ سب تعریف واسطے اللہ کے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ

جو پالنے والا جہانیوں کا ہے کہتا ہے اللہ تعالے صفت کی ہے میری

عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بندے میرے نے اور جب کہتا ہے بخشنے والا ہے مہربان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَ

کہتا ہے اللہ تعالے صفت کی ہے مجھ پر بندے میرے نے اور

اِذَا قَالَ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

جب کہتا ہے مالک ہے دن جزا کا کہتا ہے اللہ تعالے

مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ

عزت کی ہے میری بندے میرے نے اور جب کہتا ہے بندہ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ

تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ کہتا ہے

اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَ

اللہ تعالے یہ درمیان میرے ہے اور درمیان بندے میرے کے اور

لِعَبْدِيْ مَاسَاَلَ وَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا

واسطے بندے میرے کے وہ چیز ہے جو سوال کرے اور جب کہتا ہے دکھلا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

راستہ سیدھا راستہ ان کا جو

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

انعام کیا ہے تو نے اوپر ان کے نہ اُن کا غصہ ہوا ہے اُن پر

وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا

اور نہ گمراہوں کا ۔ کہتا ہے اللہ تعالے یہ

لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَاسَاَلَ فَالْفَاتِحَةُ

واسطے بندے میرے کے ہے اور واسطے بندے میرے کے وہ چیز ہے جو سوال کرے پس فاتحہ

مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۵

اوّل اس کے سے مالک یوم الدین تک ۔

مُتَعَلِّقٌ بِالْحَقِّ الصِّرْفِ وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ

متعلق ہے محض ساتھ اللہ کے اور ایاک نعبد

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ مُتَعَلِّقٌ بِالْحَقِّ وَالْعَبْدِ وَ

و ایاک نستعین متعلق ہے ساتھ اللہ کے اور بندے کے اور

مِنْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ إِلَى آخِرِ الْفَاتِحَةِ

اہدنا الصراط المستقیم آخر فاتحہ تک

مُتَعَلِّقٌ بِالْعَبْدِ الصِّرْفِ وَلِتَحْقِيقِ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ

متعلق ہے محض ساتھ بندے کے اور واسطے تحقیق اُن تینوں قسموں کے

الثَّلٰثَةِ رَسَمْنَا دَائِرَةً وَقَسَّمْنَاهَا بِقِسْمَيْنِ

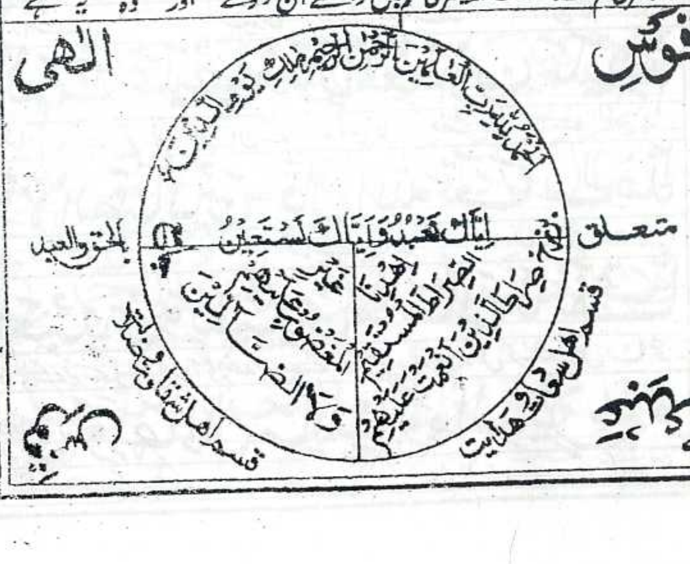
لکھا ہے ہم نے ایک دائرہ اور تقسیم کیا ہے ہم نے اس کو ساتھ دو قسموں کے

بِسَبَبِ خَطٍّ مَارٍّ بَيْنَهُمَا وَجَعَلْنَاهَا قِسْمًا لِلْحَقِّ

بسبب ایک خط کے جو گزرنے والا ہے درمیان ان دونو کے اور کیا ہے ہم نے اس کو ایک قسم واسطے اللہ

وَقِسْمًا لِلْعَبْدِ وَقِسْمًا جَامِعًا لَهُمَا وَهِيَ هٰذِهِ

اور دوسری قسم واسطے بندے کے اور تیسری قسم جامع واسطے اُن دونو کے اور وہ یہ ہے



وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ الدَّائِرَةَ الْكُلِّيَّةَ

اور معلوم کر تحقیق یہ دائرہ کلیہ

مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى جَمِيعِ الْمَوْجُودَاتِ جَبَرُوتِهَا

شامل ہے اوپر تمام موجودات کے اوپر جبروت

وَمَلَكُوتِهَا وَبَرْزَخٍ جَامِعٍ وَمُلْكِهَا فَمَا

اور ملکوت اور ملک کے جو

يَتَعَلَّقُ بِالْحَقِّ مِنْهَا يُسَمّٰى بِالْجَبَرُوتِ

متعلق ہے ساتھ حق کے اس سے نام رکھا ساتھ جبروت کے

وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالْعَبْدِ يَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ

اور جو متعلق ہے ساتھ بندے کے منقسم ہوتا ہے دو قسم

قِسْمٌ سُمِّيَ بِالْمَلَكُوتِ وَقِسْمٌ سُمِّيَ

ایک قسم نام رکھی گئی ہے ساتھ ملکوت کے اور دوسری قسم نام رکھی گئی

بِالْمُلْكِ فَإِنَّ لِلْعَبْدِ رُوحًا وَجِسْمًا

ساتھ ملک کے اس لئے کہ واسطے بندے کے روح ہے اور جسم

رُوحُهُ شَامِلٌ لِلْمَلَكُوتِ وَجِسْمُهُ

روح اُس کا شامل ہے واسطے ملکوت کے اور جسم اُس کا

شَامِلٌ لِلْمُلْكِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالْحَقِّ وَ

شامل ہے واسطے ملک کے اور وہ جو متعلق ہے ساتھ اللہ اور

الْعَبْدِ مَعًا سُمِّيَ بِالْحَقِيقَةِ الْكُلِّيَّةِ

بندے دونو کے نام رکھا گیا ہے ساتھ حقیقت کلیہ

الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْقِسْمُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ

انسانیہ کے اور وہ قسم جو متعلق ہے

بِالعَبدِ كَمَا قُسِّمَ قِسمَينِ وَسُمِّيَ كُلُّ

ساتھ بندے کے جیسا کہ تقسیم کی گئی ساتھ دو قسم کے اور نام رکھا گیا ہے ہر

قِسمٍ بِاسمٍ كَذٰلِكَ خُصِّصَ قِسمٌ

ایک قسم کا ساتھ ایک نام کے ایسا ہی خاص کی گئی ہے ایک قسم

بِاَهلِ السَّعَادَةِ وَالهِدَايَةِ وَهُوَ مِن

ساتھ اہل سعادت اور ہدایت کے اور وہ

اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ اِلٰى اَنعَمتَ

اہدنا الصراط المستقیم سے انعمت

عَلَيهِم وَقِسمٌ بِاَهلِ الشَّقَاوَةِ وَالضَّلَالَةِ

علیہم تک اور ایک قسم ساتھ اہل شقاوت اور ضلالت کے

وَهُوَ مِن غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم اِلٰى

اور وہ غیر المغضوب علیھم سے

وَلَا الضَّالِّينَ وَذٰلِكَ لِاَنَّ عَالَمَ

ولا الضالین تک اور یہ اِس لئے عالم

الجَبَرُوتِ جَامِعٌ لِلجَلَالِ وَالجَمَالِ

جبروت کا جامع ہے واسطے جلال اور جمال کے

وَلَا بُدَّ اَن يَّكُونَ لَهُمَا مَظهَرَانِ

اور ضرور ہے یہ کہ ہو واسطے اُن دونو کے دو مظہر

لِيَظهَرَ بِهِمَا اَحكَامُهُمَا فَاَهلُ السَّعَادَةِ

تاکہ ظاہر ہوں ساتھ ان دونو کے حکم اُس کے پس اہل سعادت

وَالهِدَايَةِ وَهُم اَصحَابُ اليَمِينِ مَظهَرُ

اور ہدایت کے اور وہ اصحاب الیمین ہیں مظہر

الجَمَالِ وَاَهلُ الشَّقَاوَةِ وَالضَّلَالَةِ

جمال کے ہیں اور اہل شقاوت اور ضلالت کے

وَهُم اَصحَابُ الشِّمَالِ مَظهَرُ الجَلَالِ

اور وہ اصحاب شمال کے ہیں مظہر جلال کے ہیں

وَلَا بُدَّ اَن يَّكُونَ لَهُمَا مَقَامَانِ لِيَظهَرَ

اور ضرور ہے کہ ہو واسطے ان دونو کے دو مقام تاکہ ظاہر ہوں

فِيهِمَا اَحكَامُهُمَا وَاَخلَاقُهُمَا وَاَعمَالُهُمَا

بیچ اُن دونو کے حکم اُن کے اور اخلاق اُن کے اور عمل اُن کے

وَهُمَا الجَنَّةُ وَالنَّارُ وَجَمِيعُ ذٰلِكَ

اور وہ دونو جنت اور دوزخ ہیں اور تمام یہ

مُندَرِجٌ فِي القِسمِ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِالعَبدِ

داخل ہے بیچ اس قسم کے جو متعلق ہے ساتھ بندے کے

وَاَمَّا القِسمُ المُتَعَلِّقُ بِالحَقِّ وَالعَبدِ

اور لیکن وہ قسم جو متعلق ہے ساتھ اللہ کے اور بندے

مَعًا الَّذِي سُمِّيَ بِالحَقِيقَةِ الكُلِّيَّةِ

دونو کے جس کا نام حقیقت کلیہ

الاِنسَانِيَّةِ فَهُوَ مَرتَبَةُ اَهلِ الكَمَالِ

انسانیہ ہے پس وہ مرتبہ اہل کمال کا ہے

وَمَقَامُ المُطَّلِعِ وَمَنزِلُ الاَشرَافِ

اور مقام طلوع اور منزل بزرگوں کی

عَلَى الاَطرَافِ وَمَوقِفُ الاَعرَافِ

طرفوں پر اور آرامگاہ اعراف کی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ

فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اوپر اعراف کے مرد ہیں

يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمَاهُمْ لِاَنَّهُمْ مُحِيْطُوْنَ

پہچانتے ہیں ہرایک کو ساتھ پیشانی اُن کی کے اس لئے کہ وہ احاطہ کرنیوالے ہیں

عَلَى الْكُلِّ وَلَهُمُ الْكَمَالُ الْمُتَعَلِّقُ بِالذَّاتِ

اوپر کل کے اور واسطے اُن کے کمال ہے جو متعلق ہے ساتھ ذات کے

وَالْجَلَالُ وَالْجَمَالُ مُنْدَرِجَانِ فِيْ

اور جلال اور جمال دونو داخل ہیں بیچ

الْكَمَالِ وَاَرْبَابُ هٰذَا الْمَوْقِفِ الْعَارِفُوْنَ

کمال کے اور اصحاب اِس جگہ کے عارف

الْمُوَحِّدُوْنَ - وَاِذَا تَقَرَّرَ هٰذَا فَاعْلَمْ

موحد ہیں اور جب ثابت ہوچکا یہ پس معلوم کر

اَنَّ فِيْ هٰذَا الْبَرْزَخِ يَتَّصِفُ الْحَقُّ تَعَالٰى

کہ تحقیق بیچ اِس برزخ کے متصف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ

بِصِفَاتِ الْعَبْدِ مِنَ الضِّحْكِ وَالْبُكَاءِ

ساتھ صفات بندے کے ہنسی اور رونے

وَالْبَشَاشَةِ وَالْفَرْحِ وَالْمَكْرِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ

اور بشاشت اور خوشی اور مکر اور استہزاء

وَالْمَرَضِ وَالْجُوْعِ وَالْعَطْشِ وَمَا اَشْبَهَ

اور مرض اور بھوک اور پیاس اور جو مشابہ ہو

ذٰلِكَ وَالْعَبْدُ يَتَّصِفُ بِصِفَاتِ الْحَقِّ تَعَالٰى

اُس کو اور بندہ متصف ہوتا ہے ساتھ صفات اللہ تعالیٰ کے

مِنَ الْحَيٰوةِ وَالْعِلْمِ وَالْاِرَادَةِ وَالْقُدْرَةِ

حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت

وَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْكَلَامِ وَالْاِحْيَاءِ

اور سماع اور نظر اور کلام اور زندہ کرنے

وَالْاِمَاتَةِ وَالْاِنْبِسَاطِ وَالْاِنْقِبَاضِ

اور مارنے اور کشادگی اور تنگی

وَالتَّصَرُّفِ فِي الْاَكْوَانِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

اور تصرف سے بیچ رنگوں کے اور غیر اس کے سے

فَهٰذَا الْبَرْزَخُ هُوَ مَرْتَبَةُ التَّنَزُّلِ

پس یہ برزخ وہ مرتبہ تنزل

الرَّبَّانِيِّ لِيَتَّصِفَ الرَّبُّ فِيْهَا بِالصِّفَاتِ

ربانی کا ہے تاکہ متصف ہو پروردگار اُس میں ساتھ صفات

الْعَبْدَانِيَّةِ وَمَرْتَبَةُ ارْتِفَاعِ الْعَبْدِ

عبودیت کے اور مرتبہ بلندی آدمی کا ہے

لِيَتَّصِفَ الْعَبْدُ فِيْهَا بِالصِّفَاتِ

تاکہ متصف ہو بندہ بیچ اس کے ساتھ صفات

الرَّبَّانِيَّةِ فَهِيَ الْعَمٰى الْمَذْكُوْرُ فِي

ربانی کے پس یہی عما مذکور ہے بیچ

الْحَدِيْثِ الْمَشْهُوْرِ وَلَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ

حدیث مشہور کے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ خوف کرتا ہیں

عَنِ التَّطْوِيْلِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ التَّوْحِيْدِ

طوالت سے اور اعراض توحید سے

لـ سفید ابرکہ برکوہ نشستہ باشد ۱۲

لَذَكَرْتُ فِي هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ الْعَمَائِيَّةِ

البتہ ذکر کرتا میں بیچ مرتبہ عمائیہ کے

أَسْرَارَهَا فَأَخَذْتُ لِذٰلِكَ عِنَانَ

اس کے اسرار کو پس پکڑا میں نے واسطے اس کے باگ

الْقَلَمِ وَاكْتَفَيْتُ بِمَا يَلِيقُ بِهٰذَا

قلم کی اور کفایت کی میں نے ساتھ اس کے لائق ہے ساتھ اس

الْمُخْتَصَرِ فَثَبَتَ عَلٰى مَا قَرَّرْنَا أَنَّ فَاتِحَةَ

مختصر کے پس ثابت ہوا اوپر اس کے کہ تقریر کی ہم نے یہ کہ فاتحہ

الْكِتَابِ جَامِعَةٌ لِجَمِيعِ الْمَرَاتِبِ وَ

الکتاب جامع ہے واسطے تمام ان مراتب اور

الْعَوَالِمِ الَّتِيْ هِيَ الْكِتَابُ وَجَمِيعُ

عوالم کے جو وہ کتاب ہے اور تمام

الْمَرَاتِبِ وَالْعَوَالِمِ فِيْهَا مُنْدَرِجَةٌ

مراتب اور عوالم بیچ اس کے داخل ہیں

وَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ بِأُمِّ الْكِتَابِ

اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے ساتھ ام الکتاب کے

وَأَمَّا الْبَسْمَلَةُ الْمَوْسُوْمَةُ بِأُمِّ الْأُمِّ

اور لیکن بسم اللہ جس کا نام ام الام ہے

فَهِيَ أَيْضًا عَلٰى قِسْمَيْنِ قِسْمٌ مِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ

سو یہ بھی اوپر دو قسم کے ہے قسم اس سے وہ ہے جو متعلق ہے

بِالذَّاتِ وَهُوَ الْبِسْمُ وَقِسْمٌ يَتَعَلَّقُ

ساتھ ذات کے اور وہ بسم ہے اور قسم متعلق

بِالصِّفَاتِ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَمَا

ساتھ صفات کے اور وہ الرحمن الرحیم ہے اور وہ جو

بَيْنَهُمَا فَهُوَ جَامِعٌ لِلْقِسْمَيْنِ وَمُقَابِلُهُمَا

درمیان ان دونو کے ہے سو وہ جامع ہے واسطے دو قسموں کے اور مقابل ان دونوں کا

وَهِيَ فِيْهِ جَمْعٌ وَهُوَ اللّٰهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ

اور وہ دونو بیچ اسکے اکٹھے ہیں اور وہ اللہ ہے اور اگر تو چاہے یہ کہ

تَرْسِمَ عَلَيْهَا دَائِرَةً فَارْسِمْهَا وَاجْعَلْهَا

لکھے اوپر اس کے دائرہ پس لکھ اس کو اور کر اس کو

قَابَ قَوْسَيْنِ بِخَطٍّ مَارٍّ فِيْ وَسْطِهَا فَثَبِّتِ

قاب قوسین ساتھ خط کے جو گزرنیوالا ہے بیچ اس کے وسط کے پس ثابت کر

الْبِسْمَ فِي الْقَوْسِ الْأَيْمَنِ وَالرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ

بسم کو بیچ قوس داہنے اور الرحمن الرحیم

فِي الْقَوْسِ الْأَيْسَرِ وَاللّٰهُ فِي الْبَرْزَخِ

بیچ قوس بائیں کے اور اللہ بیچ برزخ کے ہے

لِأَنَّهُ اسْمٌ لِلذَّاتِ الْمَوْصُوْفَةِ

اس لئے کہ وہ اسم ہے واسطے ذات کے جو موصوف ہے

بِجَمِيْعِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

ساتھ تمام اسماء اور صفات کے

فَهُوَ بَرْزَخٌ مِّنْ حَيْثُ جَمْعِيَّتِهِ

پس وہ برزخ ہے اس حیث سے کہ وہ جامع ہے

لِلْقِسْمَيْنِ وَهِيَ هٰذِهِ

واسطے دو قسموں کے اور وہ یہ ہے

هٰذِهٖ دَائِرَةُ اُمِّ الْاَمِّ يَعْنِي بَسْمَلَهُ

قَوْسٌ اَيْمَنُ



قَوْسٌ اَيْسَرُ

وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَسْمَلَةَ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى ثَلٰثَةِ

اور معلوم یہ کہ بسم اللہ شامل ہے اوپر تین

اَسْمَاءٍ وَهِيَ اللّٰهُ وَالرَّحْمٰنُ وَالرَّحِيْمُ وَبَرْزَخٌ

ناموں کے اور وہ اللہ اور رحمٰن اور رحیم ہیں اور برزخ

جَامِعٌ فَاَمَّا اللّٰهُ فَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى جَمِيْعِ

جامع کے اور لیکن اللہ سو وہ شامل ہے اوپر تمام

الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ الْفَاعِلَةِ وَالْقَابِلَةِ

ناموں کے اور صفات فاعلہ اور قابلہ کے

وَالْحَقِيْقَةِ الْمُسْتَعِدَّةِ لِلْفَاعِلَةِ وَالْقَابِلَةِ

اور حقیقت کے جو قوت رکھنے والی ہے واسطے فاعلہ اور قابلہ کے

فَارْسِمْ فِيْهَا دَائِرَةً اُخْرٰى كَمَا قُلْتُ وَاَثْبِتْ

پس لکھ بیچ اس کے دائرہ دوسرا جیسا کہ میں نے کہا ہے اور ثابت رکھ

اَلْفَاعِلَةَ فِي الْاَيْمَنِ وَالْقَابِلَةَ

فاعلہ کو بیچ دائیں طرف کے اور قابلہ کو

فِي الْاَيْسَرِ وَالْحَقِيْقَةَ الْمُسْتَعِدَّةَ

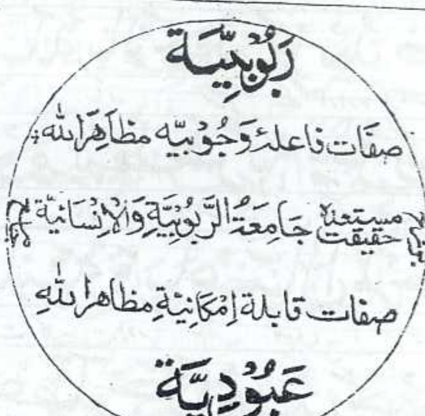
بیچ بائیں طرف کے اور حقیقت کو جو قوت رکھنے والی ہے

لَهُمَا فِي الْبَرْزَخِ كَمَا تَرٰى فَاشْهَدْ هٰكَذَا

واسطے اُن دونو کے بیچ برزخ کے جیسا کہ تو دیکھتا ہے پس لکھ اس طرح

دَائِرَةُ اللّٰهِ

قَوْسٌ اَيْمَنُ



قَوْسٌ اَيْسَرُ

وَاَمَّا الرَّحْمٰنُ فَهُوَ اسْمٌ لِلْحَقِّ بِاعْتِبَارِ

اور لیکن رحمٰن سو وہ اسم ہے واسطے اللہ کے باعتبار

اِنْبِسَاطِ الْوُجُوْدِ عَلَى الْاَعْيَانِ

فراخی وجود کے اوپر اشخاص کے

وَالرَّحِيْمُ اِسْمٌ لَهُ بِاعْتِبَارِ

اور رحیم اسم واسطے اس کے باعتبار اُس کے

اختصاصه من كل عين بحصة
اختصاص کے ہرایک شخص سے ساتھ حصّہ کے

من حصص الوجود فالحق بنفسه
حصوں وجود سے پس اللہ بذاتہ

الرحمة الامتنانية العامة المخصوصة
رحمت ہے احسان کرنے والی عام مخصوص

بالرحمن والوجودية الخاصة
کے ساتھ رحمن اور وجودیہ خاصہ

المتصلة بالرحيم يريد ظهور
متصل ساتھ رحیم کے ارادہ کرتا ہے ظاہر کرنے

المرحوم ليظهر به سر رحمة
مرحوم کا تاکہ ظاہر ہو بسبب اُس کے بھید رحمت

الرحمانية وباعمال المرحومين
رحمانیت کا اور ساتھ عملوں مرحومین کے

عند اعطاء جزاءهم رحيمية
وقت دینے بدلہ اُن کے کے رحیمیت اس کی

فوقعت نسبة الرحمة بين
پس واقع ہوئی نسبت رحمت کی درمیان

المنتسبين وهو الرحمن والرحيم
منتسبین اور وہ رحمن ہے اور رحیم

والمرحوم فافهم فاذا فهمت
اور مرحوم پس سمجھ سوجب سمجھا تونے

فارسم دائرة لاسم الرحمن فافعل فيها
پس لکھ دائرہ واسطے اسم رحمن کے سوکر اس میں

ما فعلت في غيرها واثبت الاسم
وہ جو کیا تونے بیچ غیر اس کے کے اور ثابت رکھ اسم کو

في القوس الايمن وكليات المراتب في
بیچ قوس طرف کے اور کلیات مراتب کے بیچ

الايسر لان رحمة الرحمن وسعت
بائیں طرف کے اس لئے کہ رحمت رحمٰن کی فراخ ہوگئی ہے

كل شيء وكل من وسعته الرحمة
ہرشے کو اور ہر وہ شخص جو فراخ ہو اس کو رحمت

فهو مرحوم واثبت الرحمة في
سو وہ مرحوم ہے اور ثابت رکھ رحمت تو بیچ

البرزخ كما تراه
برزخ کے جیساکہ تو دیکھتا ہے

دائرة الرحمن



وَافْعَلْ فِى الرَّحِيْمِ مَا فَعَلْتَ فِى
اور کر بیچ رحیم کے وہ جو کیا تونے بیچ

الرَّحْمٰنِ اِلَّا اَنَّ رَحْمَةَ الرَّحِيْمِ رَحْمَةٌ
رحمٰن کے مگر یہ کہ رحمت رحیم کی رحمت ہے

وُجُوْدِيَّةٌ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْعَمَلِ فَمَرْحُوْمُهَا
وجودیہ متعلق ساتھ عمل کے پس مرحوم اس کے

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
وہ مومن ہیں جو عمل کرتے ہیں نیکیوں کا

فَاَثْبِتِ اسْمَ الرَّحِيْمِ فِى الْاَيْمَنِ
پس ثابت رکھ اسم رحیم کا بیچ داہنیں طرف کے

وَاسْمَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الْاَيْسَرِ وَالرَّحْمَةَ
اور اسم مومنین کا بیچ بائیں طرف کے اور رحمت کو

فِى الْبَرْزَخِ كَمَا تَرَاهُ
بیچ برزخ کے جیساکہ تو دیکھتا ہے اس کو

دَائِرَةُ الرَّحِيْمِ



وَبِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ حُكْمُ الْاُصُوْلِ
اور ساتھ اس اعتبار کے حکم اصول کا

يَسْرِىْ فِى الْفُرُوْعِ فَلِكُلِّ حَرْفٍ
جاری ہوتا ہے بیچ فروع کے پس واسطے ہرایک حرف کے

مِّنْ حُرُوْفِ الْبَسْمَلَةِ وَالْفَاتِحَةِ
حروف بسم اللہ سے اور فاتحہ سے

وَلِكُلِّ سُوْرَةٍ اِجْمَالًا وَّلِذَاتِهَا
اور واسطے ہر ایک سورت کے باعتبار اجمال کے اور واسطے اسکی ذات کے

وَكَلِمَاتِهَا وَحُرُوْفِهَا تَفْصِيْلًا
اور کلمات اور حروف کے باعتبار تفصیل کے

دَائِرَةٌ مُقَوَّسَةٌ بِقَوْسَيْنِ وَبَرْزَخٌ
دائرہ ہے قوس بناگیا ساتھ دو قوسوں کے اور برزخ

جَامِعٌ بَيْنَهُمَا وَذٰلِكَ لَا يَسَعُ فِى
جامع ہے درمیان اُن دونو کے اور یہ نہیں گنجایش رکھتا بیچ

هٰذَا الْمُخْتَصَرِ وَلَا فِى جَمِيْعِ الْعَوَالِمِ
اس مختصر کے اور نہ بیچ تمام عوالم کے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى) قُلْ لَّوْ كَانَ
جیساکہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے کہہ (اے محمدؐ) اگر ہو

الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىْ
دریا سیاہی واسطے کلمات رب میرے کے

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
البتہ تمام ہوجائے دریا پہلے اس کے کہ تمام ہوں

كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا

کلمات رب میرے کے اگر لائیں ہم ساتھ مثل اس کے کے مدد

فَاكْتَفَيْنَا عَلٰى مَا رَقَمْنَا وَاللّٰهُ

پس کفایت کی ہم نے اوپر اس کے جو لکھا ہم نے اور اللہ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ

کہتا ہے حق اور وہ ہدایت کرتا ہے رستہ کی

وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

اور وہ کافی ہے ہم کو اور اچھا کارساز

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

بارخدایا درود بھیج اوپر سردار ہمارے

مُحَمَّدٍ اَوَّلِ كُلِّ شَيْءٍ وَاَوْسَطِ

محمد کے کہ وہ اول ہر چیز کا ہے اور اوسط

كُلِّ شَيْءٍ وَاٰخِرِ كُلِّ

ہر چیز کا ہے اور آخر ہر

شَيْءٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

چیز کا ہے جیساکہ پسندیدہ ہو تجھ کو اور تو راضی ہووے

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَحْفَادِهٖ

اور اوپر آل اس کی اور اولاد اس کی اور احفاد اس کے

وَاَصْحَابِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ

اور یاروں اس کے اور گروہ اُس کے کی

مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

نبیوں اور مرسلوں

وَالْاَوْلِيَاءِ الصَّالِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ

اور دوستوں جو شائستگی والے ہیں ساتھ رحمت اپنی کے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے زیادہ رحم کرنے والے رحمت کرنیوالوں کے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کا رسول ہے

حصہ سوم

منظومات

از

سید الشہداء امام عالی مقام

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

فیضانِ قمر قادریہ آرگنائزیشن

آستانہ عالیہ سراجیہ قطبیہ قادریہ ماہنی شریف۔ جھنگ

حسن ترتیب

1	نظر نواز ہیں، دل جگمگا رہے ہیں حسین	سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	135
2	اللہ، اہل بیتِ پیمبر ﷺ کے ساتھ ہے	سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	135
3	رسم شبیر رضی اللہ عنہ جگانے کے لیے	سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	136
4	ابن حیدر رضی اللہ عنہ کی طرح پاسِ وفا کس نے کیا؟	سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	138
5	آیا نہ ہوگا اس طرح حسن و شباب ریت پر	ادیب رائے پوری	138
6	زہے شان اوجِ کمالِ محمد ﷺ	حضرت منور شاہ وارثی	138
7	اللہ کی گفتار ہے گفتار حسینی	سید امین علی شاہ نقوی	139
8	زمین و آسمان میں حسین ہی حسین ہے	سید امین علی شاہ نقوی	139
9	نورِ عین مصطفےٰ خاتونِ جنت پر سلام	شاعر آستانہ مولانا ضیاء القادری	140
10	اُٹھا نگاہ میں اک عزم بے پناہ لئے	جناب حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ	141
11	مطلعِ نورِ نبوت کا ستارا ہے حسین رضی اللہ عنہ	انور حسین انورؔ	141
12	انسانیت کی شمع فروزاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں	محمد یاسین رضا	142
13	سلام اس فاطمہ کے لعل پر حیدر کے پیارے پر	ملک سخن خاورؔ درانی	143
14	پنجتن کے دیکھنے والوں کی کیا توقیر تھی	جناب انصار الہ آبادی	143

بارگاہِ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ میں نذرِ عقیدت

مرتب: سید عبداللہ شاہ قادری (واہ کینٹ)

نظر نواز ہیں، دل جگمگا رہے ہیں حسینؓ — کہ شمعِ بزمِ رسولِ خدا ﷺ رہے ہیں حسینؓ
رضا و صبر کے جوہر دکھا رہے ہیں حسینؓ — ستم گروں میں گھرے مسکرا رہے ہیں حسینؓ
خدا کی راہ میں خود کو لُٹا رہے ہیں حسینؓ — وہ کربلا کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں حسینؓ
حجاب جو ہوئے حائل، اُٹھا رہے ہیں حسینؓ — جو اصل دیں ہے، وہ ہم کو دکھا رہے ہیں حسینؓ
یزید، راندۂ خلق و معذبِ خالق — نگاہِ کون و مکاں میں سما رہے ہیں حسینؓ
سمجھ سکے نہ شقی، کربلا کے میداں میں — خدا رسول ﷺ کی جانب بُلا رہے ہیں حسینؓ
بہا کے اپنا لہو نینوا کے ذرّوں میں — زمیں کو عرش کا ہمسر بنا رہے ہیں حسینؓ
نہ کیوں بپا ہو قیامت کا شور خیموں میں — کہ لاشے قاسمؓ و اکبرؓ کے لا رہے ہیں حسینؓ
شعور و عقل سے عاری ہیں شام کے حاکم — وگرنہ حق ہے وہی، جو بتا رہے ہیں حسینؓ
مٹا کے خود کو، گھرانے کو، ساتھ والوں کو — نصیبِ اُمتِ عاصی، جگا رہے ہیں حسینؓ
لرز نہ جائے بھلا کیوں زمین مقتل کی — سَر اپنا سجدۂ حق میں کٹا رہے ہیں حسینؓ
ہر ایک غم کا مداوا حسینؓ کا غم ہے — ہر ایک دکھ میں مرا آسرا، رہے ہیں حسینؓ
خیال آیا تھا اُن کا کہ دل ہوا روشن — نصیرؔ سر تو اُٹھاؤ! وہ آ رہے ہیں حسینؓ

(حضرت سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ، اہلِ بیتِ پیمبر ﷺ کے ساتھ ہے — اسلام کا وقار اِسی گھر کے ساتھ ہے
جو شخص نورِ دیدۂ حیدرؓ کے ساتھ ہے — روزِ جزا وہ شافع ﷺ محشر کے ساتھ ہے
پیاسے نہ ہم رہیں گے قیامت میں دیکھنا — اپنا بھی ربط ساقیٔ کوثر کے ساتھ ہے
رہتا ہے رات دن غمِ ذُریتِ رسول ﷺ — سودا شروع سے، یہ مرے سر کے ساتھ ہے

آلِ نبی ﷺ کو ذاتِ نبی ﷺ سے جدا نہ جان
ہر موج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے
وہ اک مکاں کہ جس کا مکیں بابِ علمؓ ہے
اپنا تو رابطہ ہی اُسی گھر کے ساتھ ہے
آلِ نبی ﷺ کے درد سے میں بھی جدا نہیں
میرا نصیب، اُن کے مقدر کے ساتھ ہے
لاکھوں شقی اُدھر ہیں اِدھر اک حسینؓ ہیں
کانٹوں کی نوک جھوک گُل تر کے ساتھ ہے
کس پر کھلے گا معرکۂ کربلا کا راز
یہ وہ معاملہ ہے، جو داور کے ساتھ ہے
تنہا اسی کے نام سے دشمن تھا بدحواس
اب کیا کرے، حسینؓ بہتر کے ساتھ ہے
سچ مچ ہو دل میں غم تو بھر آتی ہے آنکھ بھی
اشکوں کا سلسلہ دلِ مضطر کے ساتھ ہے
اُس ذاتِ پاک کا ہوں، دل وجاں سے میں غلام
دعویٰ غلط نہیں ہے، مگر ڈر کے ساتھ ہے
دشمن کی گفتگو میں کہاں خیر کی جھلک
جو بات ہے شریر کی، اِک شر کے ساتھ ہے
بھیجوں یزیدیت پہ نہ کیوں لعنت اے نصیرؔ
یہ دشمنی ہے، اور مرے گھر کے ساتھ ہے
(حضرت سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

رسمِ شبیرؓ جگانے کے لیے
ہم نے غم سارے زمانے کے "لیے"
منزلیں بن گئیں خود جادۂ شوق
ابنِ زہراؓ! تجھے پانے کے لیے
کربلا! تیری صدا کافی ہے
ساری دنیا کو جگانے کے لیے
کج اداؤں سے نبٹنا سیکھو
حق پرستی کو بچانے کے لیے
پھر محرّم کا مہینہ آیا
حشر سینے میں اُٹھانے کے لیے
اشک کے روپ میں ہے ذکرِ حسینؓ
آنکھ کا نور بڑھانے کے لیے
تیرا کردار و عمل، آفاقی
تیرا پیغام، زمانے کے لیے
اک قیامت سے گزرنا ہوگا
درِ شبیرؓ تک آنے کے لیے
تشنگی اپنی گوارا کر لی
پیاس خنجر کی بجھانے کے لیے
جان، حق کے لیے دینی ہوگی
سلسلہ اُن سے ملانے کے لیے
کربلا تک کا سفر ہے درپیش
بس نصیرؔ اُٹھتے ہیں، جانے کے لیے

حسینؓ کا ہو کہیں ذکر، کوئی بات چلے
ہماری آنکھوں سے اشکوں کی اک برات چلے
فلک پہ کیوں نہ بھلا کربلا کی بات چلے
غمِ حسینؓ میں تارے تمام رات چلے
مجسم اسوۂ خیر الانام ﷺ تھے شبیرؓ
رضائے حق کے اشاروں پہ تا حیات چلے
ملی نہ بوند بھی پانی کی تشنہ کاموں کو
ہوائے قہر کے جھونکے سرِ فرات چلے
حسینؓ حکمِ الٰہی سے کربلا آئے
بساط اُلٹ دی، ہوئی دشمنوں کو مات، چلے
قیام اُن کا ہوا منزلِ مشیت پر
وہ جن کے ایک اشارے پہ کائنات چلے
چلا ہے دھوم سے یوں قافلہ شہیدوں کا
وفورِ شوق میں جیسے کوئی برات چلے
حسینؓ کی صفِ اعدا میں تھی یہ شانِ خرام
ہجومِ کفر میں جس طرح نورِ ذات چلے
وفا کا نام مٹانے سے مٹ نہیں سکتا
ہزار چال یہ دنیائے بے ثبات چلے
یزیدِ عصر کے آگے کھڑے ہیں سب خاموش
حسینؓ ہی جو چلائیں تو کوئی بات چلے
دبا سکا نہ کبھی حق کو، شورِ باطل کا
نہ کوئی گھات چلی ہے نہ کوئی گھات چلے
نصیرؔ! گوش بر آواز عرش و فرش ہوئے
اب انجمن میں حسینؓ و حسنؓ کی بات چلے
(حضرت سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

ابنِ حیدرؓ کی طرح پاسِ وفا کس نے کیا؟
زیرِ خنجر آخری سجدہ ادا کس نے کیا؟
حق جو تعلیمِ نبی ﷺ کا تھا، ادا کس نے کیا؟
آدمی کو آدمیت آشنا کس نے کیا؟
رازِ سربستہ تھے ایثار و رضا و صبر و شکر
حل یہ عقدہ آلِ زہراؓ کے سوا کس نے کیا؟
خون سے کس کے ہوئی تاریخِ عالم تابناک
سرزمینِ نینوا کو، کربلا کس نے کیا؟
کربلا میں جو ہوا وہ اے یزید بدسیر
بے خطا تو ہے، تو پھر جو کچھ کیا، کس نے کیا؟
کوئی تھا جس نے کیا سبطِ پیمبر ﷺ کا لحاظ؟
احترامِ نسبتِ خیر الوریٰ ﷺ کس نے کیا؟
مضطرب کیوں ہوں عزادارانِ اولادِ رسول ﷺ
حشر میں کھل جائے گی یہ بات، کیا کس نے کیا؟
شمر ذی الجوشن، یزید بدگہر، ابن زیاد
جورِ بے جا اِن لعینوں کے سوا کس نے کیا؟
گونگے بہرے بن گئے اتمامِ حجت پر عدو
آپ جو چاہا کیا، اُس کا کہا، کس نے کیا؟

حشر یہ برپا ہوا کس کے اشاروں پر یزید!
آلِ زہراؓ پر ستم اے بے حیا! کس نے کیا؟
یہ حقیقت منکشف ہے ساری دنیا پر نصیرؔ!
کربلا میں جو ہوا، کس نے کہا، کس نے کیا؟
(حضرت سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

آیا نہ ہوگا اس طرح حسن و شباب ریت پر
گلشنِ فاطمہؓ کے تھے سارے گلاب ریت پر
جانِ بتول کے سوا کوئی نہیں کھلا سکا
قطرۂ آب کے بغیر اتنے گلاب ریت پر
عشق میں کیا لٹائیے، عشق میں کیا بچائیے
آلِ نبی ﷺ نے لکھ دیا سارا نصاب ریت پر
جتنے سوال عشق نے آلِ رسول ﷺ سے کیے
اِک سے بڑھ کر اِک دیا سب نے جواب ریت پر
ترسے حسین آب کو، میں جو کہوں تو بے ادب
لمس لبِ حسین کو ترسا ہے آبِ ریت پر
آلِ نبی ﷺ کا کام تھا، آلِ نبی ﷺ ہی کر گئے
کوئی نہ لکھ سکا ادیبؔ ایسی کتاب ریت پر
(ادیب رائے پوری)

زہے شان اوجِ کمالِ محمد ﷺ
کمالِ محمد ﷺ جمالِ محمد ﷺ
وہ دریا کی موجوں میں بھی جلوہ گر ہے
مرے دل کا دل ہے جمالِ محمد ﷺ
پھرا کو بکو ان کے فکر و الم میں
مگر دیکھا دل میں جمالِ محمد ﷺ
قیامت میں برپا قیامت کرے گا
ہوا جس کو معلوم حالِ محمد ﷺ
مرے دل میں سوزاں ہیں ارمان لاکھوں
ملے تو مجھے اب نعالِ محمد ﷺ
شہ قد سیال زینت بزم عالم
ضیا بخش کونین آلِ محمد ﷺ
مہک بھینی بھینی چلی آ رہی ہے
شگفتہ ہے بستانِ آلِ محمد ﷺ
مجھ کو ہی چنا چن کے وارث نے پھونکا
عطا ہوا ہے مجھے اب خصالِ محمد ﷺ
منور ازل سے ہے گو قلب حامل
زباں پر ہے لیکن سوالِ محمد ﷺ
(حضرت منور شاہ وارثی لاہور)

حسینؓ ہے، بے نظیر ہستی
حسینؓ کرب و بلا کی بستی
حسینؓ ساقی، حسینؓ باقی
حسینؓ عشقِ خدا کی ہستی
حسینؓ تیغِ رسولِ اکرم ﷺ
حسینؓ بنیادِ حق پرستی
حسینؓ جاتے نہ کربلا کو
تو ہوتی ہر جا پہ بت پرستی
نماز، روزہ، اذان کو بھی
یہ دنیا رہتی سدا ترستی
حسینؓ سردارِ اہلِ جنت
خدا کی رحمت ہے اس پہ ہستی
حسینؓ ملت کی سربلندی
امینؔ نقویؔ ہے راہِ پستی

اللہ کی گفتار ہے گفتارِ حسینیؓ
ہر دور میں بے داغ ہے کردارِ حسینیؓ
نایاب ہے دنیا میں نظیر ابن علیؓ کی
دیدارِ خدا پاک ہے دیدارِ حسینیؓ
کیوں ظلم و ستم نیست و نابود نہ ہوتا
قرآن کی تلوار ہے تلوارِ حسینیؓ
اسلام کا سچا ہے وہ ایمان کا پکا
جس دل میں بھی موجود ہے اقرارِ حسینیؓ
اُٹھے گا کہاں دہر میں اب کوئی یزیدی
زندہ ہے درخشاں ہے طرفدارِ حسینیؓ
پیغامِ رسالت کی اطاعت کا علمدار
توحید کا حبدار ہے حبدارِ حسینیؓ
اللہ کی عنایت سے محمد ﷺ کے کرم سے
نقویؔ ہے دل و جاں سے طلبگارِ حسینیؓ

زمین و آسمان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
مرے مشام جان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
فضیلتوں کے روپ میں، مصیبتوں کی دھوپ میں
خدا کے امتحان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
جو نہر سلسبیل ہے، حسینؓ کی سبیل ہے
ارم کے گلستان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
امیر کی ترنگ میں، غریب کی اُمنگ میں
مکین میں مکان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
حسینؓ نے یزیدیت کے پرخچے اڑا دیے
حسینیتؓ کی جان میں حسینؓ ہی حسینؓ ہے
(سید امین علی شاہ نقوی)

سید کونین سلطانِ رسالت پر سلام
نورِ عین مصطفیٰ خاتونِ جنت پر سلام

حیدرِ صفدر حسن پاکیزہ طلعت پر سلام
نوبر زہرا حسین نیک سیرت پر سلام

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

ہو سلام اس پر جو ہے شاہِ رسل کا نورِ عین
ہو سلام اس پر، جو ہے محبوب رب المشرقین

ہو سلام اس پر، جو ہے مولا علی کے دل کا چین
ہو سلام اس پر، جہاں میں نام ہے جس کا حسین

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

وہ گل ریحان جنت وہ مدینہ کی بہار
وہ حسین ابن علی وہ فاطمہ کا گلزار

خاندانِ مصطفیٰ، وہ عترتِ والا تبار
ہو سلام اُن کی مبارک ہستیوں پر بار بار

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

ہو رہا ہے جو مدینہ سے جدا اس پر سلام
کشتیٔ امت کا ہے جو ناخدا، اس پر سلام

ہے جو تصویر جمالِ مصطفیٰ، اس پر سلام
ہے جو روحِ خامس آلِ عبا اس پر سلام

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

فوج کے نرغے میں جس نے طے رہ دشوار کی
کربلا منزل بنی جس قافلہ سالار کی

جس پہ ظالم کوفیوں کی فوج نے یلغار کی
لاج رکھ لی جس نے دین احمد ﷺ مختار کی

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

ملت حق کی حفاظت کی حسین پاک نے
آئینہ شانِ رسالت کی حسین پاک نے

جنگ بہر دین وملت کی حسین پاک نے
نذر جانِ آل وعترت کی حسین پاک نے

اہلبیت پاک پر، اصحابِ وعترت پر سلام
کربلا والے شہیدانِ محبت پر سلام

اے خدا! خونِ شہید کربلا کا واسطہ
اے خدا! نام محمد مصطفیٰ کا واسطہ

فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ کا واسطہ
روحِ پاک خامس آل عبا کا واسطہ

یہ سلام عاجزانہ کر خداوند! قبول
عشقِ اصحابِ نبی دے از پئے آلِ رسول

(شاعر آستانہ مولانا ضیاء القادری)

اُٹھا نگاہ میں اِک عزم بے پناہ لئے
ستارہ صبح کا تنویر مہر و ماہ لئے

عذار طلعتِ رخشاں جبیں گلابی تھی
پیمبرانہ ادا شان بوترابی تھی

نبی کی آل کو ہمراہ لے کر نکلا تھا
فروغ جلوہ گہ ماہ لے کر نکلا تھا

اٹھا تو عظمت کونین جھوم جھوم گئی
نظر فریبی دارین جھوم جھوم گئی

سلام دشت مصیبت میں آنے والے پر
خدا کی راہ میں سب کچھ لٹانے والے پر

وہ جس نے رسم و رہِ عشق کی بنا ڈالی
بنائے قصر شہنشاہیت ہلا ڈالی

بلند مرتبہ لا الہ جس نے کیا
یزید وشمر کا لشکر تباہ جس نے کیا

میانِ کرب وبلا خاک وخون میں تڑپا
وہ جس نے عشق کو اک تازہ ولولہ بخشا

وہ سروِ ناز تھا بھوکا بھی اور پیاسا بھی
رسولِ پاک کا محبوب بھی نواسا بھی

تمام جسم بھی زخمی تھا اور سینہ بھی
لٹا چکے تھے بھرے گھر کا سب خزینہ بھی

مگر اطاعتِ شمر و یزید کی نہ قبول
مرا سلام محبت ریاض دہر کے پھول

(جناب حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ)

مطلعٔ نورِ نبوت کا ستارا ہے حسینؓ
شاہِ لولاک کے قرآن کا پارا ہے حسینؓ

صف شکن، فاتح خیبر کا پیارا ہے حسینؓ
دخترِ شاہِ مدینہ کا دلارا ہے حسینؓ

ناز کرتے ہو، مسلمانو، ذرا غور کرو
ہم فدایانِ علیؓ ہوں تو ہمارا ہے حسینؓ

ہوگئیں مشکلیں آسان خدا شاہد ہے
جس نے جس وقت تمہیں دل سے پکارا ہے حسینؓ

حشر تک آپ ہی کا نام رہے گا روشن
آپؓ نے پرچم اسلام ابھارا ہے حسینؓ

جو بھی آیا درِ اقدس پہ سوالی بن کر
آپ نے اس کے مقدر کو سنوارا ہے حسینؓ

بالیقیں ہم کو بھروسہ ہے کہ روزِ محشر
ہم گنہگاروں کی بخشش کا سہارا ہے حسینؓ

بے عمل لاکھ سہی پھر بھی ہے نسبت تم سے
جس کو سب کہتے ہیں انور وہ تمہارا ہے حسینؓ

(انور حسین انورؔ)

انسانیت کی شمع فروزاں حسینؓ ہیں
راہ وفا میں شاہِ شہیداں حسینؓ ہیں
سر کو کٹا کے ہم کو دیا درسِ زندگی
افسانہ حیات کا عنواں حسینؓ ہیں
اپنے لہو سے دیپ جلائے حسینؓ نے
باطل کے سارے نقش مٹائے حسینؓ نے
ہر اک قدم پہ سامنا تھا حادثات کا
لیکن بدل کے رکھ دیا رخ کائنات کا
جینا ہے گر تو حق و صداقت کا ساتھ دو
ہم کو بتایا آپؓ نے مقصد حیات کا
دنیائے انقلاب کے بانی حسینؓ ہیں
انسانیت کی زندہ نشانی حسینؓ ہیں

(محمد یاسین رضا)

سلام اُس فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لل پر حیدر رضی اللہ عنہ کے پیارے پر
سلام اُس مصطفیٰ ﷺ کے لاڈلے حق کے دلارے پر
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے
جہاں میں خونچکاں افسانہ جس کا درس عبرت ہے
سلام اُس پر جو وارث تھا محمد کی صداقت کا
سلام اُس پر امیں تھا جو کہ حیدر کی شجاعت کا
سلام اُس پر جو تھا سرشار مولا کی محبت میں
گزارے جس نے روز و شب ریاضت میں عبادت میں
سلام اُس پر جگر گوشوں کی دے دی جس نے قربانی
سلام اُس پر کہ بچوں پر بھی جس کے بند تھا پانی
سلام اُس پر کہ جس نے داغ کھائے سب عزیزوں کے
دیئے سر راہ حق میں بھانجوں کے اور بھتیجوں کے
سلام اُس پر جدا جس سے ہوا عباس سا بھائی
سلام اُس پر جواں بیٹے کی جس کے رن سے لاش آئی

سلام اُس پر کہ جس کی گود میں تشنہ دہن اصغر
تڑپ کر جل بسا اِک تیر جور و ظلم کا کھا کر
سلام اُس پر شریعت اور طریقت کا جو حامل تھا
سلام اُس پر جو راہِ عشق میں اِک مرد کامل تھا
سلام اُس پر جو تھا مہر سپہر ملت بیضا
دیا سر جس نے خاور اور نہ باطل کو کیا سجدہ
سلام اُس پر جسے مظلوم اور دلگیر کہتے ہیں!
سلام اُس پاک ہستی پر جسے شبیر کہتے ہیں!

(ملکہ سخن خاور درانی)

پنجتن کے دیکھنے والوں کی کیا توقیر تھی
پانچ پردے تھے، نمایاں ایک ہی تصویر تھی
کتنی سادہ، کتنی رنگین منزل تعمیر تھی
بے زباں بچے کی پیاس آماجگاہ تیر تھی
وہ شہادت جو ازل سے عظمت شبیر تھی
سید کونین کے معراج کی تفسیر تھی
شام کی گلیوں میں وہ بے پردہ و چادر پھریں
جن کی عفت آفتاب دین کی تنویر تھی
سر جھکایا ہی تھا معراج شہادت ہوگئی
آپ کے قبضے میں گویا آپ کی تقدیر تھی
پوچھنا ہے مجھ کو ابراہیم و اسمٰعیل سے
داستانِ کربلا کس خواب کی تعبیر تھی
رحمتیں بکھری ہوئی تھیں ہر طرف دیدار کو
پیش خالق کربلا والوں کی کیا توقیر تھی
اللہ اللہ کیا ادائے اصغر بے شیر تھی
ہر تڑپ محشر بکف تھی ہر نظر اک تیر تھی
مدح، اس کے ضرب کی انصار کیا ہوگی بیاں
جس کی ہر ٹھوکر میں حسن و عشق کی جاگیر تھی

(جناب انصار الہ آبادی)

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر شعبہ فارسی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا تہنیتی پیغام



محمد منشاء تابش قصوری



مدرس
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب
جامع مسجد ظفریہ مریدکے شیخوپورہ

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحبزادہ پیر محمد سلیمان قمر قادری دامت برکاتہم
زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ قطبیہ ماہنی شریف ضلع جھنگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔

مجھے یہ سن کر انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ اپنے موقر مجلہ طلوع قمر کا سیدنا امام حسین نمبر نکال رہے ہیں۔ ایسے مبارک نمبر گاہے بگاہے طلوع کرتے رہیں، یہ مسلک حق کی طرف سے عمدہ ترجمانی اور تبلیغ کا باعث ہونگے

چونکہ آپ مرکزی دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کے ممتاز فضلاء میں بلند مقام پر فائز ہیں اس لئے مجھے آپ کے ایسے سنہرے کارنامے تاریخ میں اعلیٰ مقام پائیں گے ان شاء اللہ العزیز
سیدنا امام حسین نمبر کی حسین اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں قبول فرمائیے

حسین ابن علی کی شان رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے علی جانے نبی جانے خدا جانے

فقط والسلام مع الاکرام:-
محمد منشا تابش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء جمعرات

موبائل فون:- 0345-4680027